هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی
سالانہ - ششماہی - سہ ماہی - بیرون ہند
۵/ [illegible] عہ/ ۸ شلنگ
قیمت فی پرچہ ۱/ منیجر: رشید احمد خاں احمدی

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۵ صفر ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۴ امان ۱۳۱۹ ہش مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۴۰ء | نمبر ۱۰

دارالامان کا ہفتہ

(۱) سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ ۱۱ ماہ امان ۱۳۱۹ ہش مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۴۰ء کو ساڑھے نو بجے شب کے قریب بذریعہ موٹر لاہور سے رونق افروز قادیان ہوئے۔ سندھ سے حضور لاہور ۶ بجے شام بذریعہ ریل تشریف لائے تھے۔ حضور کی طبیعت بفضل خدا اچھی ہے۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت زیادہ ناساز ہے۔ احباب بہت دعا کریں۔ کہ خدا اس مبارک وجود کا سایہ ہم پر قائم رکھے۔ آمین۔

(۳) ۹ مارچ سے انٹرنس کا امتحان قادیان کے سنٹر میں شروع ہوا ہے۔ جس میں ۶۳ لڑکے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اور زنانہ ہائی سکول قادیان کی ۱۳ لڑکیاں اور آریہ ہائی سکول قادیان کے ۱۸ اور سری گوبند پور ہائی سکول کے ۱۵ اور ۳۲ قادیان و مضافات کے پرائیویٹ امتحان دینے والے طلبا شامل ہوئے۔ سناتن دھرم ہائی سکول امرتسر کے ہیڈ ماسٹر لالہ جگدیش چند صاحب بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ اور ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ احباب سب کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

درخواست ہائے دعا

(۱) مستری حیات محمد صاحب ویرووالہ سے جملہ احباب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ ان کا لڑکا سانس اور دمہ کی بیماری میں عرصہ سے مبتلا ہے۔ اسکی صحت کامل کے لئے دعا کر کے ثواب حاصل کریں۔

(۲) مکرم بابو عبد القادر صاحب کلرک آرسنل راولپنڈی نے ایک محکمانہ امتحان دیا ہے۔ احباب ان کی اعلیٰ درجہ میں کامیابی کیلئے دعا کریں اور ثواب لیں۔

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی تجہیز و تکفین

قادیان ۱۰ ماہ امان۔ پرسوں شام کو آٹھ بج کر ۳۵ منٹ پر جب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فاضل نے نور ہسپتال میں انتقال فرمایا۔ تو تھوڑی دیر کے بعد ان کا جنازہ ان کے مکان واقعہ محلہ دار الفضل میں لے جایا گیا۔ اور اسی وقت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کی طرف سے بذریعہ تار حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو ان کی وفات کی اطلاع دی گئی۔ اور حضور سے صحابہ کے خاص قطعہ میں دفن کرنے کے لئے اجازت مانگی گئی۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے تار موصول ہوا۔ جو ۹ بج کر ۱۴ منٹ پر جھنجھی سے روانہ ہوا تھا۔ اور ۱۰ مارچ کو آٹھ بجکر ۳۳ منٹ پر یہاں پہنچا۔ حضور نے تحریر فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہاں مولوی صاحب کو خاص قطعہ میں دفن کیا جائے۔ اس پر نعش کو پونے نو بجے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار کے مغربی جانب کے قطعہ خاص صحابہ میں دفن کیا گیا۔ اس موقعہ پر بھی بہت سے اصحاب جمع تھے۔

احباب حضرت مولوی صاحب مرحوم کی بلندی درجات کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ نیز یہ بھی دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ ان کی اولاد کا خود کفیل ہو۔ اسے اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ اور اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔

عزت افزائی۔ یہ خبر نہایت مسرت سے لکھی جاتی ہے۔ کہ آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب وائسرائے ہند کی اگزیکٹو کونسل کی ممبری کے لئے دوبارہ منتخب کرلئے گئے ہیں۔ موجودہ عہدہ کی میعاد ۱۳ اپریل کو ختم ہوگی۔ اس کے بعد نئے تقرر کے ماتحت کام کریں گے۔

ریسٹورین
نہایت ہی مقوی باہ اور ممسک ہے۔ کھوئی ہوئی طاقتوں کو واپس لاکر دوبارہ جوانی کا منہ دکھاتی ہے۔ ایکدفعہ ضرور استعمال کریں۔ قیمت صرف دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک

انڈین پوڈر
دوا کیا ہے طلسم ہی سمجھیں۔ بچہ کو گھنڈی پڑ گئی ہو۔ کان نیلے پڑ گئے ہوں۔ ہرے پیلے دست آتے ہوں۔ بچہ نہایت کمزور ہوگیا ہو۔ صرف ۳ دن کے استعمال سے انشاء اللہ صحت ہوگی قیمت ۱۴/ علاوہ محصول ڈاک۔

سل۔ دق
اس نسخہ کی زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔ صرف اتنا ہی کافی ہے۔ کہ یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سل دق کے مریضوں کو دیا کرتے تھے۔ قیمت للعہ/ علاوہ محصول ڈاک۔

خاص رعایت
۱۵ اپریل ۱۹۴۰ء تک یہ ادویہ چوتھائی قیمت پر دی جائیں گی۔ یہاں پوری قیمتیں درج ہیں۔
پتہ:۔ ریسٹورین لیباریٹری قادیان (پنجاب)
پروپرائٹر:۔ سید خواجہ علی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد

کہ

میں نمائندوں سے دریافت کرونگا کہ انہوں نے بجٹ کو پورا کیا ہے یا نہیں؟

گذشتہ مجلس مشاورت پر نمائندگان مشاورت کی کثرت رائے کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بجٹ آمد ۱۹۳۹-۴۰ء کو منظور فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا تھا۔ کہ :-

"بہر حال اگر کثرت رائے یہی ہے۔ کہ اسے منظور کیا جائے۔ تو میں (بجٹ آمد کو) منظور کرتا ہوں۔ لیکن جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ اسے پورا کرے۔ اور اگلے سال نمائندوں سے دریافت کروں گا۔ کہ انہوں نے اسے پورا کیا ہے یا نہیں"

(ملاحظہ ہو رپورٹ مجلس مشاورت ۳۹ء صفحہ ۱۵۴)

اس وقت صورت حال یہ ہے۔ کہ اخیر فروری ۱۹۴۰ء تک بلحاظ بجٹ ماہواری چندہ کی وصولی میں قریباً سات ہزار روپیہ کی کمی ہے۔ اور چندہ جلسہ سالانہ میں بارہ ہزار روپیہ کی کمی ہے۔ گویا ہر دو چندوں میں قریباً انیس ہزار روپے کی کمی ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے۔ کہ بہت سی جماعتوں نے مطلق بجٹ چندہ ادا نہیں کیا۔

نظارت ہذا کی طرف سے ماہ فروری میں ہر ایک جماعت کو جملہ چندوں کا نوماہی حساب بھیجکر کمی کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی جاچکی ہے۔ لیکن یہ کمی ابھی بدستور قائم ہے۔ جس کی وجہ سے انجمن پر مزید مالی بار بڑھ گیا ہے۔ خصوصاً جلسہ سالانہ کا بار انجمن کے لئے غیر معمولی مشکلات کا موجب ہو رہا ہے۔ جس کے متعلق متعدد بار جماعتوں کو توجہ دلائی جاچکی ہے۔

اب چونکہ مشاورت پر ہر ایک جماعت کے نمائندہ کے لئے بجٹوں کو پورا کرنے کے متعلق حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور جواب دہی کرنے کا وقت آگیا ہے۔ اسلئے اب پھر اس اعلان کے ذریعہ عہدہ داران جماعت و نمائندگان مشاورت اور جماعت کے ہر ایک فرد کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے چندوں کے بقایا کا جائزہ لے کر اسے مشاورت سے قبل وصول کرکے داخل خزانہ کرانے کی سرگرم کوشش فرماویں۔ تا مشاورت پر آپ کی جماعت کے نمائندے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور عرض کر سکیں۔ کہ ان کی جماعت کے ذمہ کوئی بقایا نہیں ہے۔ اور بجٹ کے پورا کرنے کے متعلق جو ذمہ واری عاید ہوئی تھی۔ اسے پورا کر دیا ہوا ہے۔

پس میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہر ایک جماعت جو ماہواری اور چندہ جلسہ سالانہ کا بجٹ پورا کرنے میں پیچھے ہے۔ وہ بہت جلد اس کمی کو پورا کرکے اپنے امام کے حضور سرخروئی حاصل کرکے عنداللہ ماجور ہوگی۔

مشاورت پر آنے والے احباب کا فرض ہوگا۔ کہ وہ اپنی جماعت کے چندوں کے متعلق جواب دہی کے لئے پوری تیاری کرکے آئیں۔ اور اپنے آنے سے قبل پوری تسلی کرلیں۔ کہ ان کی جماعت بقایا دار تو نہیں ہے۔ بالآخر میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ واری سمجھنے اور اسے پورا کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ (ناظر بیت المال)

ولادت:- ۲۰ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ھش مطابق ۲۰ فروری ۱۹۴۰ء کو محترم مولوی محمد اسماعیل صاحب ذبیح مولوی فاضل کے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ نے مولودہ کا نام رضیہ خانم تجویز فرمایا ہے۔ ناظرین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مولودہ کو عمر دراز بخشے اور والدین کیلئے قرۃ العین اور موجب برکت بنائے۔ آمین۔

رپورٹ تبلیغ مشن ہائے تحریک جدید بیرون ہند

ہانگ کانگ مشن

چودھری محمد اسحاق صاحب مجاہد ہانگ کانگ یکم تا ۹ فروری کی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں تحریک جدید کے سال ششم کے وعدے لئے گئے۔ اس وقت مبلغ -/1/389 روپیہ کے وعدے ہوئے۔ زیر تبلیغ دوستوں میں سے ایک دوست جو پیغامیوں کے پاس کام کرنے کی وجہ سے ان کے زیر اثر تھے۔ وہ خدا کے فضل سے داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ہو گئے ہیں۔ ایک اور دوست بالکل احمدیت کے قریب ہیں۔ اپنے تئیں اظہار نہیں کرتے۔ لیکن فی الحال بیعت بعض وجوہ سے نہیں کی۔ دو دعوتوں میں شامل ہوا۔ اور بعض دوستوں کو لٹریچر مطالعہ کے لئے دیا گیا۔ سن رائز کے لئے مضمون لکھا۔ اخبارات سلسلہ کا مطالعہ کیا

پوروو کرتو (جاوا) مشن

سید شاہ محمد صاحب مجاہد جاوا یکم تا انیس فروری کی ڈائری تحریر فرماتے ہیں۔ "ایک غلطی کا ازالہ" ملائی میں ۲۰ افراد کو دیا۔ اور ۱۵ نسخے بذریعہ ڈاک باہر بھیجے۔ ایک سرگرم مقرر پیغامی اسکو پڑھنے کے بعد بعض اپنی کتب لے کر میرے پاس آئے۔ اور رات بھی میرے پاس رہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ میں اسکو قادیان کی طرف سے افترا سمجھتا تھا۔ مرزا صاحب فی الواقعہ نبی ہیں (غیر تشریعی) اور ان کا دعویٰ صرف مجددیت کا نہیں۔ پھر آنے کا وعدہ کیا۔ قرآن مجید کے درس کا سلسلہ شروع ہے۔ بعض معززین نے انفرادی طور پر بھی پڑھنا شروع کیا ہوا ہے۔ نماز عید اور نماز جمعہ میں بعض غیر احمدی زیر تبلیغ دوست بھی شریک ہوتے ہیں۔ صحت اب خدا کے فضل سے قدرے بہتر ہے۔ حضور اقدس سے دعا کی درخواست ہے۔

سرابایا (جاوا) مشن

ملک عزیز احمد صاحب اپنی ڈائری ۱۶ جنوری تا یکم فروری میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں خدا کے فضل سے ایک تعلیم یافتہ باروزگار دوست سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ علاوہ اس کے خدا کے فضل سے انفرادی تبلیغ کرتا رہا۔ عید اور جمعہ پر دوستوں کو تربیتی خطبات سنائے گئے۔ اور جماعت کی تربیت پر خاص طور پر توجہ رہی چنانچہ خدا کے فضل سے ۱۲ احباب جماعت نے 1/16 چندہ عام باقاعدگی سے ادا کرنا شروع کیا۔ اور جماعت نے سال ششم میں تحریک جدید کے وعدے لکھائے۔ -/9/129 روپے اس وقت تک ہوئے ہیں۔ ایک احمدی بھائی نے سائیکل پر ۵۰۰ کلومیٹر کا تبلیغی دورہ کیا۔ جماعت کی ترقی اور خاکسار کے اہل و عیال کے لئے دعا کی جائے۔

مصر مشن

مولوی محمد دین صاحب مجاہد مصر اپنے مکتوب محررہ ۲۴ فروری میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں خدا کے فضل سے دو اشخاص داخل سلسلہ ہوئے۔ ایک ازہری عالم سے ۲½ گھنٹہ تک مختلف موضوع پر تبادلۂ خیالات ہوا۔ بہت سے دوست احمدیت کے قریب ہیں۔ جماعت کی تربیت کی طرف بھی توجہ رہی۔ حضور اقدس کے حضور انہوں نے جو خط لکھا ہے۔ حضور کے ملاحظہ کے لئے منسلک ہے۔ (ناظم تبلیغ تحریک جدید بیرون ہند)

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر تحریر فرماتے ہیں:- "میں نے طبیہ عجائب گھر کی ادویات اور مفردات کا گاہے گاہے خود تجربہ کیا ہے۔ اور اپنے بچوں کے لئے خرید کر تجربہ کرایا ہے۔ مجھے اس امر کے اظہار سے خوشی ہے۔ کہ مالک طبیہ عجائب گھر ادویات کی تیاری میں خاص محنت برداشت کرتے اور غیر معمولی دیانت سے کام لے کر ہر چیز خالص اور صفائی سے تیار کراتے ہیں۔ ان کی دوائیں اور مفردات نہ صرف خالص اور درجہ اول ہیں۔ بلکہ نرخ بھی باوجود اپنی منتخبانہ نوعیت کے قریباً بازار کے برابر ہیں۔ میں اس امر کی سفارش میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ دوست یونانی مرکبات و مفردات کو یہاں سے خرید فرمائیں۔" فہرست مفت طلب فرمائیں۔ **مالک طبیہ عجائب گھر قادیان۔**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ ماہ امان ۱۳۱۹ ہش مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۴۰ء نمبر ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

۱۴ مارچ کا دن صداقتِ احمدیہ کا زندہ ثبوت ہے

۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کا دن تاریخ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں کوئی معمولی دن نہیں۔ بلکہ یہ وہ عظیم الشان دن ہے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے خلیفہ یعنی قدرت ثانیہ کے اول مظہر حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولوی نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ اپنا چھ سالہ صدیقی عہد مبارک کامیابی و کامرانی کے ساتھ پورا کرکے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) تو اس سلسلہ کی قیادت اور پراگندگی کی بجائے وحدت کے لئے اگر ایک طرف مومنوں کی جماعت کے اندر اس دنیا میں بحث و تمحیص ہو رہی تھی۔ تو دوسری طرف ملاءِ اعلیٰ میں بھی بڑے زور شور سے قیاس آرائیاں ہو رہی تھیں۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ امر بھی سنت اللہ میں داخل ہے۔ کہ:-

”جب کوئی انتخاب خداوندی ہوتا ہے۔ تو ملاءِ اعلیٰ میں اس کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے۔ اور کچھ رائے زنی ہوتی ہے۔“ (درس حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ص۵۹)

سو اس موقعہ پر بھی ایسا ہی ہوا۔ اور پھر جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد:-

”پیشتر اس کے کہ حضرت اقدس کو دفن کیا جاتا۔ تمام جماعت نے بالاتفاق حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ مان لیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔“ (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء ص۵)

اور مومنوں کی جماعت کے اس فیصلہ کو ہی انتخاب خداوندی قرار دیا گیا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

”جبکہ بلا میری خواہش کے یہ بار میرے گلے میں ڈالا جاتا ہے۔ اور دوست مجھے مجبور کرتے ہیں۔ تو اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر میں قبول کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں اور دوستوں سے دعا کی ہر طرح کی امداد کی خواہش رکھتا ہوں۔ ممکن ہے۔ کہ بعض باتیں جو میں منواتا ہوں۔ وہ کسی کی مرضی کے برخلاف ہوں۔ پس اگر تم تیار ہو۔ کہ میرا کہنا ہر امر میں مانو۔ تو میں اسے منظور کرتا ہوں۔ تم پھر بھی سوچ لو۔“ (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء ص۶)

اور اس پر تمام حاضر الوقت خواہ وہ نئے احمدی تھے۔ یا پرانے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی۔ ان سب لوگوں نے اس موقعہ پر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر دوبارہ بیعت کی۔ اور اس:-

”بیعت اول میں قریب ۱۲۰۰ کے آدمی شامل ہوئے۔“ (” ” ص۷)

سو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد بھی بعینہٖ ہوا۔ کہ جماعت احمدیہ کے سوادِ اعظم اور حاضر الوقت صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثریت نے پکار پکار کر کہا۔ کہ:-

”ہمارے نزدیک خلیفۂ ثانی قبل از دفن خلیفۂ اول ہونا چاہیئے۔“ (ضمیمہ اخبار الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۱۴ء ص۲)

آخر بڑی ردّ و کد اور مخالف و موافق رائے زنی کے بعد دوسرے دن یعنی ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے دفن کئے جانے سے پیشتر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کو واجب الاطاعت امام اور خلیفہ برحق تسلیم کیا گیا۔ چنانچہ ۱۹۰۰ کے قریب مردوں نے تو اسی وقت بیعت کرلی۔ اور اس کے بعد ہر نماز کے وقت اور بذریعہ تاروں کے جو بیعت ہوئی۔ وہ اس کے علاوہ ہے۔ اسی طرح پہلے روز یعنی ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو جس قدر عورتوں نے بیعت کی۔ ان کی تعداد ۳۶۰ تھی۔ (مفصل دیکھو ”الفضل“ ۱۸ مارچ ۱۹۱۴ء)

غرض اس موقعہ پر بھی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش و تمنّا کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے سوادِ اعظم کو آپ کی خلافت پر جمع کرکے ثابت کردیا۔ کہ ملاءِ اعلیٰ کی اکثریت اور منشار ایزدی بھی یہی تھا۔ مگر افسوس کہ جس طرح حضرت آدمؑ کی خلافت پر اعتراض کیا گیا۔ اور بعض انا خیر منہ کی صدا بلند کرتے ہوئے دربار خلافت سے نکل گئے۔ اور جس طرح ابتدائے اسلام میں ایک گروہ جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا دشمن ہوگیا تھا۔ اور انہوں نے عداوتِ اہل بیعت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اسی طرح اس موقعہ پر ایک پارٹی نے عداوتِ جگر گوشۂ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ان تمام باتوں کو بھی پسِ پشت ڈال دیا۔ جن پر وہ اس سے قبل عمل پیرا ہو چکے تھے۔

مثلاً اس پارٹی کے لیڈر جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین یہ تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ:- ”حضرت خلیفۃ المسیح (اول رضی اللہ عنہ۔ ناقل) کی بیعت ہم لوگوں نے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔ کی۔“ (پیغام صلح ۱۵ مارچ ۱۹۱۴ء ص۳)

لیکن افسوس کہ جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ اور غیر مبائعین کے ”امیر“ یہ جانتے تھے۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اپنے بعد منصب خلافت کا اہل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ اپنے رسالہ ”حقیقت اختلاف“ ص۶۹ پر جناب مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:-

”اپنی پہلی بیماری میں یعنی ۱۹۱۱ء میں جو وصیت آپ نے (یعنی حضرت خلیفہ اول رضؓ نے۔ ناقل) لکھوائی تھی۔ اور جو بند کرکے ایک خاص معتبر کے سپرد کی تھی۔ اس کے متعلق مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس میں آپ نے اپنے بعد خلیفہ ہونے کے لئے میاں (محمود احمد) صاحب کا نام لکھا تھا۔“

سو اس وجہ سے جناب مولوی محمد علی صاحب نے خلافت ثانیہ سے دوسروں کو بھی ورغلانے کے لئے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے آخری ایام میں یعنی آپ کی وفات سے پیشتر ایک خفیہ خفیہ ٹریکٹ لکھ کر اور چھپا کر رکھ چھوڑا اور اپنے تقویٰ و دیانت سے ناجائز فائدہ اٹھاکر ریویو آف ریلیجنز کے خریداروں کی چٹیں جو انجمن کا مال تھا۔ لاہور پہنچائیں۔ تاکہ جونہی حضرت خلیفہ اول کی وفات کی خبر آئے یہ ٹریکٹ فوراً بیرونی جماعتوں میں پہنچا دیا جائے۔ اس ٹریکٹ میں اپنے سابقہ طرز عمل اور تحریر کردہ امر کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے تاکہ لوگ خلافت ثانیہ سے برگشتگی اختیار کریں۔ یہ لکھا:-

”دوسری بات جس کی طرف میں اپنے احباب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی حکم وصیت میں یا کسی دوسری جگہ ہرگز ہرگز ایسا نہیں پایا جاتا۔ جس کی رو سے ان لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ دوبارہ کسی شخص کی بیعت کی ضرورت ہو۔“ (ایک نہایت ضروری اعلان ص۷)

غرضیکہ اب جب مبائعین اپنے امام کی اطاعت کا اسی طرح عہد کرتے ہیں۔ کہ جس طرح حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے عہد اطاعت کیا تھا۔ تو غیر مبائعین اور ان کے ”حضرت امیر“ اب اسی چیز کو ”پیر پرستی“ ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ امر غیر موزوں یا ناجائز (معاذ اللہ) تھا۔ تو اسکی روک تھام کا وقت وہ تھا جبکہ حضرت خلیفہ اول رضؓ نے بیعت لینے سے پیشتر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاف فرما دیا تھا کہ :-

"ممکن ہے کہ بعض باتیں جو میں منواتا ہوں وہ کسی کی مرضی کے بر خلاف ہوں۔ پس اگر تم تیار ہو۔ کہ میرا کہنا ہر امر میں مانو۔ تو میں اسے منظور کرتا ہوں۔ تم پھر بھی سوچ لو" (بدر ۲ / جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

مگر کس قدر حیرت کا مقام ہے۔ کہ اس وقت تو غیر مبایعین کے امیر وغیرہ میں سے کسی کو بھی بولنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اور سب نے عہد اطاعت کیا۔ اور نہ اس کو "پیر پرستی" ٹھہرایا گیا۔ مگر خلافت ثانیہ کے وقت اب اسی کو جرم عظیم قرار دیا جاتا ہے۔ آہ! بزرگوں سے عناد بھی انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتا ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے وصال پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ کو خلافت کے منصب پر کھڑا کر کے اور جماعت کے سواد اعظم کو آپ کی بیعت میں شامل کر کے ثابت کر دیا۔ کہ یہ قمیص میری پہنائی ہوئی ہے۔ کسی انسان کی نہیں۔ اور اب دنیا کی خیر خواہی اسی امر میں ہے۔ کہ وہ خدا کے قائم کردہ خلیفہ برحق کو قبول کر کے خدا اور اس کے رسول کی اتباع کامل اختیار کرتے ہوئے اپنی جان۔ مال۔ اور عزت اور آبرو کو بھی اس پاک سلسلہ کی ترقی کے لئے خرچ کرنے سے دریغ نہ کریں۔

پس آج کا ۱۴ / مارچ ۱۹۴۰ء کا دن آج سے پورے ۲۶ برس پیشتر کی اس رات اور دن کی یاد دلاتا ہے۔ جبکہ زمین و آسمان کے فرشتے اور تمام مومن قدرت ثانیہ کے اس دوسرے مظہر کے بارہ میں نہایت گریہ و زاری کے ساتھ دعائیں کر رہے تھے۔ جس پر آئندہ روحانی انقلاب کا انحصار تھا۔ اور جس پاک اور مسیحی نفس وجود کی صفات جلیلہ اشتہار ۲۰ / فروری ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما چکے تھے۔ اور جس کے لئے نہ صرف گزشتہ انبیاء و اولیاء امت پیشگوئیاں کر گئے تھے۔ بلکہ خدا کا مسیح پاک علیہ السلام اس وجود کی ولادت باسعادت کو ۲۰ / فروری ۱۸۸۶ء سے نو برس تک محدود کر کے اور اس کا نام "محمود" "فضل عمر" بشیر اول کے بلا توقف بعد پیدا ہونے والا۔ "فضل" اسکی تعیین کا پورا پورا پتہ دے چکے تھے۔

اور پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ مزید توضیح کر کے اپنے خیالات دوبارہ مصلح موعود پسر موعود اور اپنی ایک وصیت میں محمود خلیفہ بنا کر تمام شیطانی وساوس سے بچنے کے سامان کر گئے تھے۔ سو آخر خدا تعالیٰ نے اسی وجود کو ہی کھڑا کر کے اور ۲۶ برس کی کامیابیوں سے مخالفین کے لئے آپ کی صداقت کا ایک درخشندہ ثبوت پیش کر دیا۔ اے کاش وہ ان باتوں سے اب بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

پس آج کا دن نہ صرف جماعت احمدیہ کے لئے ایک عظیم الشان خوشی کا دن ہے۔ بلکہ غیر مبایعین میں سے سوچنے والوں کے لئے خلافت ثانیہ کی حقانیت پر ایک روشن دلیل اور مخالفین احمدیت کے لئے صداقت احمدیت کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ بلکہ یہ وہ مبارک دن ہے۔ جبکہ خلافت ثانیہ پر ۲۶ برس کا عرصہ نہایت کامیابی کے ساتھ گذرتا ہے۔ اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو جو شاندار ترقی عطا کی ہے۔ وہ تاریخ احمدیت کے اوراق میں یقیناً سنہری حروف میں لکھی جائے گی۔ ہر حملہ جو احمدیت کے مٹانے کے لئے کیا گیا۔ وہ ناکام و نامراد رہا۔ ہر وار جو اس آسمانی شجر کے استیصال کے لئے کیا گیا۔ وہ بجائے احمدیت کو کچلنے اور نابود کرنے کے خود انہی کو کچلنے اور نابود کرنے والا ہوا۔ جنہوں نے وہ حملہ کیا۔

احمدیت جو پہلے ہندوستان اور صرف انگلستان وغیرہ چند غیر ممالک میں محدود تھی۔ خلافت ثانیہ کے مبارک عہد میں خدا کے فضل و کرم سے انگلستان کے علاوہ چین۔ جاپان۔ سیلون۔ افغانستان۔ روس۔ ایران۔ حیفا۔ عراق۔ دمشق۔ مصر۔ شام۔ بغداد۔ مشرقی افریقہ۔ شکاگو۔ (امریکہ) نائیجیریا۔ کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) گولڈ کوسٹ۔ ماریشس۔ برلن۔ سماٹرا۔ جاوا۔ آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ۔ برما۔ سنگاپور (سٹریٹ سیٹلمنٹ) ہانگ کانگ۔ بوڈاپسٹ (ہنگری) میڈرڈ۔ (سپین) ارجنٹائن۔ البانیہ۔ بلگریڈ روم۔ اسکندریہ۔ مشرقی ترکستان اور سرالیون وغیرہ میں بھی احمدیت پہنچ چکی ہے۔ اور اس ترقی کی رو سے اب ہم خدا کے فضل سے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اب کوئی ملک بھی ایسا نہیں۔ جہاں احمدیت کا نام نہیں پہنچا۔ مگر اس کے مقابل منکرین خلافت کے ذریعہ جیسا کہ ان کے "امیر" کا ایک تازہ بیان ہے۔ اس گذشتہ ۲۶ سال کے عرصہ میں صرف "تین مشن یورپ میں قائم ہیں"۔ (احباب قادیان سے اپیل صفحہ ۲)

پس یہ خدا تعالیٰ کا ہی فضل ہے۔ کہ اس مبارک عہد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ لاکھوں نفوس احمدیت کی آغوش میں آ گئے۔ اور خدا تعالیٰ کا وہ نور جو قادیان کی مقدس سرزمین میں نازل ہوا تھا۔ اس نے اپنی تجلیات سے ایک عالم کو بقعۂ نور بنا دیا۔ پھر جماعت نے تنظیم کے لحاظ سے بھی جو حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ آج دشمن بھی اس کا معترف اور مداح ہے۔ علم اور عرفان کے باب میں بھی شاندار نقوش اہل عالم کے قلوب پر چھوڑے۔ یہاں تک کہ آج اشد ترین مخالف بھی یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ ایک کام کرنے والی جماعت ہے۔ اور اس کے افراد کے اندر جو جوش اور فدائیت کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ وہ نہایت ہی قابل قدر ہے۔ اور لائق اقتداء ہے۔ مگر یہ تمام ترقی صرف اور صرف اس بات کی رہین منت ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی باگ ڈور خدا تعالیٰ کے ایک موعود اولوالعزم خلیفہ اور واجب الاطاعت امام کے ہاتھ میں ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی رضامندی کے عطر سے ممسوح اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہے۔ پس خلافت ایک بے بہا نعمت ہے۔ خلافت ایک بہترین انعام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی قوم پر نازل کیا جاتا ہے۔ خوش قسمت ہے وہ قوم جو اس انعام سے فائدہ اٹھاتی اور خدا تعالیٰ کے انعاموں کی قدر کرتے ہوئے اپنے اخلاص اور تقویٰ و طہارت میں ترقی کرتی اور اپنی ذمہ واریوں کو پوری طرح ادا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مگر بدقسمتی ہے ان لوگوں کی جو اس شرف اور عظمت سے محروم ہیں۔ کاش ان کی آنکھیں کھلیں۔ اور کاش وہ بھی خلافت کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں۔ کیونکہ آج اس جھنڈے کے نیچے پناہ گزیں ہونے کے سوا دنیا میں اور کہیں جائے امن نہیں۔

آخر میں ہم حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی خدمت عالیہ میں کہ جن کے "لخت جگر" کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ہم پر اتنا بڑا فضل و کرم کیا ہے۔ ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ اپنے پیارے آقا و امام کے حضور مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں۔ کہ جس نے حضور کے ذریعہ ہمیں آج پھر یہ خوشی کا دن دیکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

نیز اپنے احمدی بھائیوں اور بہنوں سے بھی نہایت ہی ادب کے ساتھ یہ ضروری درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ خصوصیت کے ساتھ اس امر کا بھی اپنی دعاؤں میں التزام رکھیں۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیں اس پاک وجود کے ذریعہ لمبے سے لمبا عرصہ تک مستفید ہونے اور آپ کی قدر کرنے کی توفیق دے۔ کیونکہ لئن شکرتم لازیدنکم (سورہ ابراہیم ع ۱) کے الٰہی فرمان کے مطابق خدا کے انعام و برکات ہمیشہ قدر کرنے سے بڑھا کرتے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔ والسلام

خاکسار رسید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل قادیان دارالامان ۱۴ / مارچ ۱۹۴۰ء مطابق ۱۴ / امان ۱۳۱۹ ہش۔

آہ! مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فاضل

نہایت ہی رنج و افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک اعلیٰ پایہ کے عالم۔ بہت بڑے محقق۔ علوم مشرقیہ کے ماہر۔ نہایت منکسر المزاج۔ طبیعت کے سادہ اور دل کے غنی۔ محبت اور اخلاص کے مجسمہ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل ۸ / ماہ امان ۱۳۱۹ ہش مطابق ۸ / مارچ ۱۹۴۰ء شام کو آٹھ بج کر ۳۵ منٹ پر فوت ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا موصوف جب ۲۸ / ماہ تبلیغ کو نور ہسپتال میں داخل ہوئے۔ تو بخار ایک سو چار درجہ تک پہنچ جاتا تھا۔ مگر بعد میں ایک سو دو تک رہا۔ علاج پوری سرگرمی کے ساتھ کیا گیا۔ لیکن کمزوری روز بروز بڑھتی گئی۔ اور آج دست اجل نے ہم سے ایک ایسے انسان کو جدا کر دیا۔ جس کا ایک ایک لمحہ خدمت دین کے لئے وقف تھا۔ جو اپنے آرام و آسائش کو بھلا کر دن رات مخلوق کو فائدہ پہنچانے میں مصروف رہتا۔ اور جس کے علم و فضل کا دریا ہر وقت بہتا رہتا تھا۔ آخر وقت تک ہوش و حواس قائم رہے۔ ساڑھے چھ بجے تک باتیں کرتے رہے۔ اور پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد سلام پھیرا تو معلوم ہوا۔ نماز پڑھ رہے تھے۔ اس کے بعد کوئی بات نہ کر سکے۔ مگر آٹھ بج کر تیس منٹ پر دوائی پی۔ اور اس کے پانچ منٹ بعد دائمی نیند سو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس سانحہ کی اطلاع بذریعہ تار حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو دی گئی۔ تجہیز تکفین کل سہ پہر کو عمل میں آئے گی۔

پیغامی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرکز احمدیت قادیان دارالامان کی اہمیت

اور

غیر مبایعین

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیت وما کان ربک مہلک القریٰ حتیٰ یبعث فی امہا رسولاً یتلوا علیہم آیاتنا (قصص ع۶) کے مطابق رسول کے مقام بعثت کو "ام القریٰ" کے شرف سے ممتاز کرتے ہوئے ان کے مرکز کو خاص طور پر عزت و توقیر بخشتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں اصلاح دنیا کے لئے جس مقام کو منتخب کیا۔ تو اس کو بھی اس عزت اور شرف سے مشرف فرمایا۔ جبکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قادیان کی بستی میں مبعوث کیا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ازالہ اوہام میں اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(۱) "میں نے کہا۔ کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان" (ص۷۷ بار اول)

پھر حضور علیہ السلام نے قادیان کو مثیل دمشق قرار دے کر فرمایا:۔

(۲) سو خدا تعالیٰ نے اس دمشق کو ..... نشانہ بنا کر لکھا کہ اب مثیل دمشق (مراد قادیان) عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا۔ کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بناتا رہا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص۶۹-۷۰)

پھر خدا تعالیٰ کی بشارتوں کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرکز سلسلہ احمدیہ یعنی قادیان دارالامان کی نسبت دافع البلاء میں بطور پیشگوئی فرماتے ہیں:۔

(۳) تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے۔ گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اسکی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔" ص۱۰

ایسا ہی حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

(۴) "ایک دن آنے والا ہے۔ جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی۔ کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔" (دافع البلاء ص۱۱)

پھر منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

(۵) "میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

نیز فرمایا:۔

(۶) "زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

اسی طرح ایک اور موقعہ پر ارشاد فرماتے ہیں:۔

(۷) "جیسے روشنی میں سیاہ دل چور نہیں ٹھہر سکتا۔ ایسے ہی اس مقام (قادیان) میں جو تجلیات و انوار الٰہی کا مرکز ہے۔ کوئی سیاہ دل خائن بہت مدت تک نہیں ٹھہر سکتا۔" (اہل پیغام کے غور کا مقام ہے)

(بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء ص۸)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام انجمن کارپردازان مقبرہ بہشتی کا رسالہ الوصیت میں ذکر کرتے ہوئے حکم دیتے ہیں۔ کہ:۔

(۸) "یہ ضروری ہوگا۔ کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔" (الوصیت ص۲۵)

اسی طرح حضور نزول المسیح ص۱۲ کے حاشیہ میں مسیح موعود کے مقام بعثت کے ذکر میں فرماتے ہیں۔ کہ:۔

(۹) "وہ مقام ہے۔ جس سے دین کے زندہ کرنے کے لئے الٰہی تعلیم کا چشمہ جوش مارے گا۔ اور وہ قادیان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی نظر میں دار الامان ہے۔"

غرض چونکہ قادیان کی اس بستی کو خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کا تخت گاہ ہونے کی وجہ سے "تجلیات و انوار الٰہی کا مرکز" اور "عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر" بنایا ہے۔ اسلئے ضروری تھا۔ کہ قادیان ترقی کرے۔ اور اپنی ظاہری شان میں بھی روز بروز بڑھتی جائے۔ اور پاک اور سعید روحیں اس میں جمع ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آج وہ بستی جو کبھی صرف چند سو افراد پر مشتمل تھی۔ ہزارہا نفوس کی رہائش گاہ ہے۔ اور نیک ارواح اسکی طرف کھنچی چلی آرہی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ویفارق الناس اوطانہم و یوطنون قریۃ بما جذب اللہ الیہ جنانہم فیترکون للقائہ ملاقاۃ الرفقاء۔ و تتقد لصحبتہ الاکباد ویرق برویۃ الفؤاد و تحفد فی اثرہ العباد بکمال الصدق والاخلاص والصفاء (الاستفتاء ص۳ ضمیمہ حقیقۃ الوحی)

ترجمہ۔ لوگ اپنے وطنوں کو چھوڑ کر اسکی بستی (قادیان) کو اپنا وطن بنا رہے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو کھینچ رہا ہے۔ اور وہ اس (کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی ملاقات کی خاطر اپنے دوستوں کی ملاقات کو ترک کر رہے ہیں۔ ان کو اسکی صحبت کا عشق اور اس کے دیدار و زیارت کی تڑپ ہے۔ اور اسی طرح خدا تعالیٰ کے بندے کمال صدق۔ اخلاص اور صفا سے اس کے پاس جمع ہو رہے ہیں۔

قادیان کی بجائے لاہور کو "مدینۃ المسیح" بنانا

اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد غیر مبایعین نے خلافت ثانیہ سے علیحدگی اختیار کی۔ اور لاہور میں اپنا ڈیرہ جما لیا۔ تو ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات و تصنیفات وغیرہ میں فرمودہ احمدیت کے مرکز قادیان کی اہمیت کو بھی نظر انداز کر دیا۔ اور "قادیان" کے مقابل "مدینۃ المسیح" احمدیہ بلڈنگس لاہور کو کہنا شروع کیا گیا۔ جس کے لئے پہلے تو اس طرح پٹڑی جمائی جانے لگی۔ کہ ایک موقعہ پر جب قادیان میں جملہ مذاہب کی ایک کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز ہوئی۔ تو "پیغام صلح" اخبار میں کانفرنس کی تجویز پر اتفاق کرتے ہوئے مقام کانفرنس قادیان کی بجائے لاہور کو پیش کیا۔ تو صرف یہ کہا گیا۔ کہ:۔

"لاہور مختلف مذاہب کا مرکز ہے۔ اور یہاں سب قسم کے لوگ موجود ہیں۔ آخر حضرت مسیح ع کے یہاں وفات پانے سے کچھ خصوصیت تو اسے بھی ملنی چاہیئے۔"

(اخبار پیغام صلح ۱۰ مارچ ۱۹۱۴ء ص۳)

غرض پہلے پہل تو لاہور کو "کچھ خصوصیت" دی جانے لگی۔ لیکن پھر دوسرے قدم پر بقول پیسہ اخبار لاہور "اختلاف خلافت کے بعد لاہور کو کھینچ تان کر مدینۃ المسیح بنایا جانے لگا۔ جس پر پیسہ اخبار مذکور نے حسب ذیل معقول اعتراض بھی پیغام صلح پر کیا۔ کہ:۔

"اگر ان کا لاہور کے مدینۃ المسیح ہونے کی نسبت پہلے ہی اعتقاد تھا۔ تو پیغام صلح بھی اب بہت عرصہ سے نکلتا ہے۔ اسی میں اس سے پہلے اس امر کا کیوں اظہار نہ کیا گیا۔ ان کی بڑی دلیل یہی ہے۔ کہ مرزا صاحب کا لاہور میں انتقال ہوا۔ مگر اس سات سال کے عرصہ میں انہوں نے اس دلیل کو کیوں نہ ظاہر کیا۔ کیونکہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ان کا لاہور میں انتقال ہوا تھا۔" (پیسہ اخبار لاہور بحوالہ الفضل ۲۳ مئی ۱۹۱۴ء ص۲)

پھر اس کے بعد ایک تیسرا قدم اور آگے بڑھایا۔ تو اسکو غیر مبایعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کے مطابق ثابت کرنے لگ گئے۔ مثلاً۔

(الف) پیغام صلح ۹ جون ۱۹۱۴ء ص۳ پر "مدینۃ المسیح لاہور ہے یا قادیان" کے زیر عنوان یہ لکھتے ہوئے جہاں یہ کہا گیا کہ:۔ "قادیان کے اخبارات میں پہلے کسی غلط فہمی سے مدینۃ المسیح لکھا گیا ہے۔" "کوئی ذی انصاف قادیان کو مدینۃ المسیح نہیں کہہ سکتا۔" وہاں یہ بھی لکھا گیا۔ کہ:۔

"حضرت مرزا صاحب کے الہام میں صاف لکھا ہے۔ کہ ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں۔ اب جبکہ وہ مطابق الہام الٰہی ایک مدینہ لاہور میں فوت ہو گئے۔ تو پھر لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے مدینۃ المسیح ہونے میں کیا شک رہ گیا۔" (پیغام صلح ۹ جون ۱۹۱۴ء صفحہ ۳)

(ب) الیاس "ینگ اسلام" لاہور یکم جنوری ۱۹۴۰ء صفحہ ۱۵ میں لکھا۔ کہ:-

" الہام الہٰی نے نہ صرف حضرت اقدس (مسیح موعود علیہ السلام۔ ناقل) کی دو جماعتوں میں سے جماعت لاہور کی اعلیٰ خصوصیات کو بیان کر دیا .... بلکہ اس مقام کا ذکر بھی دوسری جگہ کیا...... جسے الہام الہٰی نے مدینہ کے استعارہ سے تعبیر کیا ہے۔ پھر یہی نہیں۔ بلکہ حضرت اقدس کے واقعہ وفات نے جو لاہور میں اور پھر احمدیہ بلڈنگس میں ہوئی۔ اس امر پر مہر صداقت ثبت کر دی"

لیکن چونکہ غیر مبائعین خوب جانتے تھے۔ کہ "ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں" کے الہام کے معنی خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما چکے ہیں۔ جس سے ان کے خیالات کی بنیاد ہی اکھڑ جاتی ہے۔ اس لئے ملہم کے معنوں سے محض یہ کہہ کر رو گردانی اختیار کر لی گئی۔ کہ:-

" باقی رہا یہ کہ مسیح ؑ نے خود اس کے معنے ...نی فتح یا ملکی فتح کئے ہیں۔ لیکن یہ ان کا اجتہاد تھا۔ جس کی تصریح خود امر واقعہ نے کر دی۔ اور نص صریح (؟) کے مقابلہ میں اجتہاد حجت نہیں ہو سکتا۔" (پیغام صلح ۹ جون ۱۹۱۴ء صفحہ ۳)

جدید مرکز بنانے کی کوشش

پھر اس کے بعد چوتھا قدم یہ اٹھایا گیا۔ کہ وہی احمدیت کا مرکز قادیان جس کے متعلق غیر مبائعین لکھتے ہیں۔ کہ:-

(الف) " حضرت مسیح موعود ؑ کے ذریعہ اس مرکزیت کا وجود قادیان میں ظہور پذیر ہوا۔ زائرین کو وہاں ایک خاص طرز کی سوسائٹی اور خاص طرز کی سیرت نظر آتی تھی۔ جو اور کہیں نہیں مل سکتی تھی۔ اور باوجود صدہا اختلافات کے دنیا پر یہی اثر تھا۔ کہ قادیان کا ماحول ایک خالص اسلامی سیرت کا نمونہ ہے۔" (پیغام صلح ۲۱ دسمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۱۹)

(ب) اور پھر وہی قادیان جس کے متعلق مولوی صدر الدین صاحب کی طرف سے پیغام صلح ۱۶ اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۱ پر "ایک ضروری چٹھی" کے زیر عنوان اعلان کیا گیا تھا۔ کہ:-

" ہمارا تعلق نہ تو سلسلہ سے منقطع ہو سکتا ہے۔ اور نہ قادیان سے اور نہ ہی اس مقدس انسان کے خاندان سے جس کے ہم خادم ہیں۔ پس ہماری وجہ سے دوسرا کوئی کیوں ان تعلقات کو چھوڑے"۔

غرض اس مرکز احمدیت یعنی قادیان کو چھوڑتے ہوئے غیر مبائعین نے "ایک جدید مرکز" کی بنیاد رکھ دی۔ اور یہ ان کا چوتھا قدم تھا۔ چنانچہ "پیغام صلح" کو بھی اس بیان کا ان الفاظ میں اعتراف ہے۔ کہ

" حضرت مولنا محمد علی ایدہ اللہ اور ان کے رفقاء کا قوم پر بہت بڑا احسان ہے۔ کہ انہوں نے باوجود بے شمار مشکلات جو ایک جدید مرکز پیدا کرنے کے راستہ میں حائل ہوتی ہیں۔ لاہور میں ایک ویسے ہی مرکز کی بنیاد رکھ دی"۔ (پیغام صلح ۲۱ دسمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۱۹)

لیکن باوجود اس کے جب جماعت مبائعین کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ غیر مبائعین "مرکز کو چھوڑ چکے"۔ تو اس کے جواب میں ابھی تک یہی کہا جا رہا ہے۔ کہ یہ تو

" جماعت قادیان کی ...... خفیہ در خفیہ غلط فہمیاں" ہیں۔ (اخبار پیغام صلح ۲۱ دسمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۲۳)

(لاہور کو "مرجع خواص" اور "وطن" بنانے کی سکیم

الغرض وہی قادیان اور مرکز احمدیت جسکی اہمیت کے بارہ میں شروع مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہی عبارات پیش کی جا چکی ہیں۔ اور جس "مرکز" کی بابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ فرماتے ہیں۔ کہ:-

ع " اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا"

اور نیز فرمایا کہ:-

" لوگ اپنے وطنوں کو چھوڑ کر اس کی بستی (قادیان) کو اپنا وطن بنا رہے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ ان کے دلوں کو کھینچ رہا ہے"۔ (الاستفتاء صفحہ ۳)

لیکن اب غیر مبائعین نے پانچواں قدم یہ اٹھایا ہے۔ کہ قادیان کے "مرکز" کے مقابل اپنے "تنظیم نمبر" میں احمدیہ بلڈنگس کو "مرجع خاص" اور اپنا وطن بنانے کی سکیم پیش کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ:-

" ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ انجمن اپنے مرکز کو مضبوط کرنے اور زیادہ سے زیادہ احباب کے یہاں سکونت پذیر ہونے کی تجاویز سوچے۔ اس سلسلہ میں انجمن کو احمدیہ بلڈنگس میں مزید مکانات خریدنے یا بنوانے بھی پڑیں گے .... اس طرح یقین ہے۔ کہ مرکز کی رونق دوبالا ہو جائے گی"۔ (پیغام صلح ۲۱ دسمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۱۹)

الغرض غیر مبائعین نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صریح ارشادات اور واضح ہدایات کے مقابل نہ صرف لاہور کو "مرکز" اور "مرجع خاص" بنانا شروع کیا۔ بلکہ قادیان کے "مدینۃ المسیح" ہونے سے بھی انکار کر دیا۔ اور وہ عزت و توقیر جو خدا تعالےٰ نے قادیان کو "رسول کا تخت گاہ" ہونے کی وجہ سے عطا کر رکھی ہے اسکی تحقیر کرتے ہوئے "جدید مرکز" بنانے کی بھی کوششیں کیں۔

لاہور کے بعد ہر جماعت میں مرکز بنانے کی سکیم

اس موقعہ پر ایک اور عجیب بات کا بھی ذکر دلچسپی کا باعث ہوگا۔ کہ لاہور کے "مرکز کو مضبوط کرنے اور زیادہ سے زیادہ احباب کے یہاں سکونت پذیر ہونے کی تجاویز" کے ساتھ پیغام صلح کے "تنظیم نمبر" میں اس سکیم کی بھی ضرورت پیش کی ہے۔ کہ:-

" سب سے پہلے خود لاہور میں اور پھر ہر ایک جماعت میں ایک ماحول اور مرکزیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے تنظیم و توسیع کے لئے یہ ایک ابتدائی چیز ہے۔ اور ان بنیادوں کے مضبوط ہونے کے بغیر یہ مقصد حاصل ہونا ناممکن ہے"۔ (۲۱ دسمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۱۹)

اس سکیم کا مطلب صاف ہے۔ کہ پہلے تو لاہور کے مرکز کو مضبوط کرنے کے لئے احمدیہ بلڈنگس میں "زیادہ سے زیادہ" لوگوں کو سکونت اختیار کرنے کی دعوت دی جائے۔ جس کے لئے اگرچہ "مزید مکانات خریدنے یا بنوانے بھی پڑیں گے"۔ اور اس کے بعد جہاں جہاں بھی احمدیہ جماعتیں قائم ہیں۔ اور دنیا کے جس جس حصہ میں بھی احمدی انجمنیں ہوں۔ ان تمام جماعتوں کو بھی "جدید مرکز" بنانے کے لئے، جیسے "لاہور میں ایک ایسے ہی مرکز کی بنیاد رکھدی" تھی۔ اسی طرح ان مقامات پر بھی بنیادیں رکھی جائیں۔ اور ہر ایک مقام اور گاؤں اور قصبہ اور شہر کے "مرکز کو مضبوط کرنے اور زیادہ سے زیادہ احباب کے یہاں سکونت پذیر ہونے کی تجاویز" سوچی جائیں۔ اور لاہور کی طرح اس ہر ایک جماعت کے "مرکز" کے لئے "مزید مکانات خریدنے یا بنوانے بھی پڑیں گے"۔ تو ایسا کرنے سے "انجمن اشاعت اسلام لاہور" قطعاً گریز نہ کرے۔

اوپر کی یہ سکیم اخبار "پیغام صلح" کے "تنظیم نمبر" کے صفحہ ۱۹ پر بیان کی گئی ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہر وہ شخص جو ذرا بھی عقل و دماغ رکھنے والا ہوگا۔ وہ اس سکیم کے پیش کرنے والے کی عقل و دانش کا ماتم کئے بغیر نہ رہ سکے گا۔ کیونکہ فرض کرو۔ کہ پیغام صلح کی اس سکیم کے پہلے حصہ کے مطابق سب غیر مبائعین نے اپنے اپنے وطن چھوڑ کر لاہور میں ڈیرے لگا لئے۔ اور یہ مرکز مضبوط ہو گیا۔ خواہ ان لوگوں نے اس جگہ کی "سکونت پذیر ہونے" کے لئے خود مکان بنا لئے یا انجمن نے بنا کر دیئے۔ تو پیغام صلح کی ہی اس تجویز کے مطابق کہ وہ "انجمن سے مکان کرایہ پر لے لیں"۔ اور اب اس کے بعد جب لاہور کے ضلع کی تمام جماعتوں کے مراکز کو مضبوط کرنے کی کوشش ہوگی۔ تو زیادہ سے زیادہ احباب وہاں سکونت اختیار کریں گے۔ پھر اسی طرح گوجرانوالہ سیالکوٹ امرتسر وغیرہ وغیرہ تمام پنجاب اور پھر ہندوستان کے اضلاع کی جماعتوں کے مراکز اور غیر ممالک کی احمدیہ جماعتوں کے مراکز بھی اگر اسی طرح مضبوط کئے جانے لگیں۔ تو کیا غیر مبائعین میں سے کسی کی عقل بھی کسی طرح اس سکیم کی کامیابی کا وہم و گمان کر سکتی ہے؟ جو "تنظیم نمبر" میں پیش کی گئی ہے۔ حاشا و کلا۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ اس سکیم کی لغویت تو مضمون نگار پر بھی ظاہر ہے۔ کہ تمام دنیا کی احمدی جماعتوں میں "مرکز" اس رنگ میں قائم کرنا جس رنگ میں لاہور میں قائم کرتے ہوئے ہر جگہ کی جماعت میں "مرکزیت" پیدا کرنے کی سکیم پیش کی گئی ہے۔ یہ نہ صرف محال بلکہ دور از عقل بھی ہے۔ اور چونکہ خدا تعالےٰ کے قائم کردہ مرکز احمدیت یعنی قادیان جسے "**عدل و ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر" یا "مرجع خواص" یا "محترم" یا "تجلیات و انوار الہٰی کا مرکز**" ٹھہرایا گیا ہے۔ اس کے مقابل کوئی "جدید مرکز" بنانا خدا تعالےٰ کے قائم کردہ "مرکز" کی ہتک اور توہین ہے۔ اسلئے خدا تعالیٰ کسی "جدید مرکز" کو جو اس کے مقابل اور مخالف بنایا جائے گا۔ ہرگز کامیابی و کامرانی نہ بخشے گا۔ اس لئے "پیغام صلح"

کے مجوّز نے بھی یہ ساری سکیم پیش کر دینے کے بعد اور اسکی لغویت کو سمجھتے ہوئے کہہ دیا۔ کہ " یہ ایک ابتدائی چیز ہے۔ اور ان بنیادوں کے مضبوط ہونے کے بغیر یہ مقصد حاصل ہونا ناممکن ہے۔ گویا جب خدا کے قائم کردہ مرکز کے مقابل اور مخالف " جدید مرکز " کامیاب نہ ہوگا۔ اور اس سکیم بیان کرنے والے پر اعتراض ہؤا۔ تو وہ فوراً یہ کہہ سکیں گے۔ کہ چونکہ تم نے اس " جدید مرکز " کی کامیابی کے لئے تو " ابتدائی چیز " کو بھی اختیار نہیں کیا۔ اسلئے ناکام رہے۔ اور میری پیش کردہ سکیم کی عمدگی (؟) میں تو شک ہی نہ تھا۔

پس اے ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیو! خدا تعالےٰ کے قائم کردہ " مرکز " کو ترک کر کے " جدید مرکز " بنانے کی کوششیں چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ سب ناکام رہیں گے۔ مگر یاد رکھو۔ کہ :-

" ایک دن آنے والا ہے۔ جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی۔ کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔" (دافع البلا صفحہ ۱۱)

" کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔" صفحہ ۱

خدا کرے۔ کہ یہ تحریر سعید ارواح کے لئے نصیحت و عبرت کا موجب ہو۔ آمین۔

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل از قادیان۔

مشعلِ راہ

مذکورہ بالا نام سے خدام الاحمدیہ کی طرف سے جیبی تقطیع کے چھیانوے صفحات پر ایک کتاب شائع کی گئی ہے جس میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ان تمام خطبات کے اقتباسات جمع کئے گئے ہیں۔ جو حضور نے وقتاً فوقتاً خدام الاحمدیہ کی تحریک کے متعلق فرمائے اس کتاب کا مطالعہ اراکین مجلس کے لئے خصوصاً اور تحریک خدام الاحمدیہ سے دلچسپی رکھنے والے احباب کے لئے عموماً نہایت ضروری ہے۔ قیمت صرف دو پیسے ہے۔ دفتر مرکزیہ مجلس خدام الاحمدیہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ (سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ قادیان)

عیسائی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا قرآن مجید کتب مقدسہ کا خوشہ چین ہے؟

تورات کے قدیمی ماخذات

(۴)

پادریوں کی یورش اسلام پر

عیسائی ناقدین نے اسلام پر پے بہ پے حملے کئے۔ اور سب سے بڑا حربہ جو اسلام کے خلاف استعمال کیا گیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ قرآن میں دیگر مذاہب کی خوشہ چینی کی گئی ہے۔ اسلام یہودیت اور عیسائیت کا چربہ ہے۔ اور قرآن سابقہ صحف مقدسہ سے اخذ کیا گیا ہے۔ لیکن عیسائی محققین کی یہ سب کوششیں اکارت گئیں۔ یہ حربہ بھی بُری طرح ناکام رہا۔ میں دکھلا چکا ہوں۔ کہ قرآن پر سرقہ کا الزام صداقت سے عاری ہے۔ اور حق و حقیقت سے بہت دُور۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کی قدرت تو دیکھئے۔ ادھر پادری جو تعصب و عناد سے بھرے پڑے تھے۔ قرآن پر سرقہ کا الزام قائم کرنے میں کوشاں تھے۔ تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے محققین یورپ کی توجہ بائیبل کی طرف منعطف کی۔ اور ان کو بائیبل کی تحقیق و تدقیق اور چھان بین پر لگا دیا۔ بس پھر کیا تھا۔ بائیبل کے متعلق وہ وہ باتیں منصۂ شہود پر آئیں ایسی زبردست تحقیقات کی گئی۔ کہ قرون اولیٰ میں جس کی مثال ملنی محال ہے۔ اخفائے حق کے پردے اٹھا دیئے گئے۔ اور حقیقت و اصلیت آنکھوں کے سامنے آگئی۔ بائیبل کی " الہامی صداقت " خاک میں مل گئی۔ یہ طلسم بھی توڑ دیا گیا۔ بائیبل کی تاریخی حیثیت مخدوش تر ثابت ہوئی۔ ثابت کیا گیا۔ کہ بائیبل منزہ عن الخطا نہیں۔ تحریف و الحاق سے ہرگز محفوظ نہیں ہے۔ اور بائیبل کے بعض صحیفے قدیمی کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔ عیسائی محققین نے بائیبل پر اس ناقدانہ نظر کو ہائر کرٹی سزم (Higher Criticism) یعنی " تنقید اعلیٰ " سے نامزد کیا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کا وہ فرمان بعینہٖ پورا ہؤا۔ " عیب نہ لگاؤ۔ تم پر بھی عیب لگایا جائے گا۔ کیونکہ جس طرح تم عیب لگاتے ہو۔ اسی طرح تم پر بھی عیب لگایا جائے گا۔ اور جس پیمانے سے تم ناپتے ہو۔ اسی پیمانے سے تمہارے واسطے ناپا جائیگا۔ کیونکہ تو اس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے۔ دیکھتا ہے۔ اور اس کا نڑی پر جو تیری آنکھ میں ہے۔ نظر نہیں کرتا۔" متی ۱ تا ۳/۷۔

اب نظر بصیرت سے دیکھو۔ پادریوں نے اسلام کے خوبصورت اور نورانی چہرے پر عیب نمائی کی کوشش کی۔ لیکن ناکام رہے۔ مذکورہ جارحانہ اقدام جو متعصب پادریوں نے اٹھایا۔ بے کار محض ثابت ہؤا۔ ہم دلائل و براہین سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ قرآن اخذ و اقتباس کے الزام سے بری ہے۔ اس مقدس کتاب میں انسانی افترا کا دخل نہیں۔ لیکن بائیبل اس جال میں پھنس کر رہ گئی۔ جو قرآن کے لئے اعدائے اسلام کی طرف سے بچھایا گیا۔ جس منظر کو دیکھ کر بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

" تنقید اعلیٰ " اور بائیبل

بر بنیں تذکرہ " تنقید اعلیٰ " کا ذرا وضاحت سے ذکر کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر پیٹرسن سمائتھ صاحب اپنی کتاب " بائیبل کا الہام " میں لکھتے ہیں۔ " تنقید اعلیٰ یعنی ہائر کرٹی سزم " اس تنقید و تحقیق کا نام ہے۔ جو بائیبل کے صحیفوں کے مصنف تاریخ تصنیف ذرائع و ینابیع اور ترتیب و ترکیب اور ان خاص حالات کے متعلق جن کی وجہ سے وہ تصنیف و تالیف ہوئے۔ کی جاتی ہے۔ مطالعہ بائیبل کے متعلق یہ ایک نسبتاً نئی شاخ علم ہے۔ اس " تنقید اعلیٰ " نے بائیبل کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی کیا ہے۔ جو لوگ اس فن تنقید کے ماہر اور طالب علم ہیں۔ اگر ان سے دریافت کیا جائے۔ کہ ان کے اس کام کا مقصد کیا ہے۔ تو وہ یہی کہیں گے۔ کہ بائیبل میں کئی ایک صحیفے ایسے ہیں۔ جن کی صورت سے ہی ظاہر ہے۔ کہ وہ زمانۂ قدیمی مگر فی الحال گم شدہ نسخوں اور نوشتوں کی بنا پر تالیف کئے گئے ہیں۔ بعض ایسے ہیں۔ کہ ان میں ایسے نشانات پائے جاتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان پر کسی مرتب یا اڈیٹر کا قلم چلا ہے۔ جس نے اپنی خاص خاص مجموعوں میں ترتیب دیا۔ اور ان صحف کے نامکمل بیانات کی تکمیل کی۔ یا کسی نہ کسی طرح اصلی کتاب میں صحت و ترمیم کی۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر بعض کتابوں کا توجہ سے مطالعہ کیا جائے۔ تو اس امر میں شُبہ کرنے کے لئے وجوہات ملتی ہیں۔ کہ وہ درحقیقت اس مصنف کی جس کے نام سے وہ منسوب ہیں۔ لکھی ہوئی نہیں ہیں "۔ بائیبل کا الہام صفحہ ۱۸۵ تا صفحہ ۱۸۷ (شائع کردہ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور)

بائیبل اور قدیمی نوشتے

(ا) ہماری بائیبل میں بہت سا حصہ قدیمی نوشتوں تاریخی کتابوں اور دیگر کاغذات کا بھی شامل ہے۔ بائیبل کا الہام صفحہ ۱۱۵۔

(ب) عہد عتیق کے الہامی مصنف ہمیں اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ان کی تاریخ کا بہت سا حصہ قدیم گمشدہ ذریعوں سے مثلاً جد اور ادّو غیب بین اور اسرائیل اور یہوواہ کے دفتروں میں سے اخذ کیا گیا ہے۔ ..... بائیبل کے تاریخ نویس یہ بتلاتے ہیں۔ کہ ان کی تاریخیں براہِ راست خدا کی طرف سے نہیں ہیں۔ بلکہ انہوں نے اپنا مصالحہ قوم کے دوسرے غیر الہامی نوشتوں سے جمع کیا ہے۔ (بائیبل کا الہام صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۹)

(ج) ماہرین تنقید اعلیٰ کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ تورات کی پانچ کتابیں محض قدیم موسوی تحریرات کی ترتیب دینے سے بنی ہیں۔ بلکہ مختلف مصنفوں کی تصانیف کا مجموعہ ہیں۔ ..... موسیٰ اس شریعت کا جو تورات کی پانچوں کتابوں میں درج ہے۔ فقط ایک جزو اپنے پیچھے چھوڑ گیا تھا۔ بعد ازاں دوسرے قوانین کے مجموعوں کی طرح با اختیار آدمیوں کے ذریعہ اس میں توسیع و ایزادی ہوتی رہی۔ یا کنعان میں پہنچنے کے بعد لوگوں کے مختلف حالات اور ضروریات کی وجہ سے ان میں مناسب ترمیم ہوتی رہی۔ بائیبل کا الہام صفحہ ۲۰۵ و ۲۰۶۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہرین تنقید اعلےٰ کے مذکورہ دعاوی کی تائید میں ہم مشہور ترین مفسر بائیبل پادری جے۔ آر ڈمیلو صاحب کی انگریزی تفسیر بائیبل پیش کرتے ہیں۔ جس تفسیر کے دیباچہ میں (جس کا اردو ترجمہ بھی کیا گیا ہے) آپ نے ان دعاوی کی تصدیق کی۔ بلکہ وہ دلائل پیش کئے۔ جن پر مذکورہ دعاوی کی بنار ہے۔ چنانچہ ہم گذشتہ قسط میں بھی پادری ڈمیلو صاحب کی تحریرات اور دیگر عیسائی مسلمات سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ موجودہ تورات موسوی تورات نہیں۔ بلکہ موجودہ تورات قدیمی تحریرات کی بنار پر تالیف کی گئی۔ موسوی تورات موجودہ تورات کا ایک جزو تھی۔ جس میں بہت کچھ ردوبدل ہؤا اور ترمیم و تنسیخ اور تغیر و تبدل کے بعد موجودہ صورت دی گئی۔ علاوہ بریں تورات میں ضروریات زمانہ کے مطابق احکامات داخل کئے گئے۔ اب تنقید اعلیٰ کی رو سے ثابت کیا گیا۔ کہ تورات من وعن قدیمی کتابوں سے اخذ کی گئی۔ چنانچہ صحبت امروزہ میں ان ینابیع یا چشموں کا ذکر کیا جائیگا۔ جن سے تورات ماخوذ ہے۔ یہ تورات کے ماخذات ماہرین تنقید اعلےٰ نے غیر معمولی تحقیقات کے بعد دریافت کئے ہیں۔

ینابیع التورات

پادری ڈمیلو صاحب انگریزی تفسیر بائیبل کے دیباچہ میں تسطیر فرماتے ہیں۔ کہ "علماء نے کوشش کی ہے۔ کہ ان الگ الگ تحریروں کو جن سے تورات تالیف کی گئی۔ جدا کر سکیں۔ ان کی تحقیقات کے نتائج کا مختصر خاکہ اب دیا جائے گا۔" ص۵۶

تورات کا پہلا چشمہ

تورات کا اول تو وہ چشمہ ہے۔ جسے ہم ابتدائی چشمہ کہیں گے۔ ..... اس کا نام علمار نے (J.E) جے۔ ای رکھا۔ ..... یہ ابتدائی نسخہ تورات کے مندرجہ ذیل مقامات میں درج ہے۔ یہ پیدائش ۲ : ۴ سے شروع ہوتا ہے۔ اور پیدائش خروج گنتی کے ایک حصے اور یشوع کی کتاب کے پہلے بارہ بابوں میں جو مفصل اور عمدہ بیانات آتے ہیں۔ وہ اسی چشمہ سے ہیں۔ آدم و حوا کے گرنے قائن اور ہابیل کے احوال اور ابراہیم کی آزمائشوں کی تفصیل سدوم اور عمورہ اضحاق اور ربقہ کے حالات۔ یعقوب کا فریب اور ہارون کی طرف اس کا سفر کرنا اور اس کا کامیاب ہونا اور یوسف کی زندگی کا احوال اسی چشمہ کی بدولت ہم کو حاصل ہؤا۔ وغیرہ وغیرہ دیباچہ بائیبل ص۵۶-۵۷

تورات کا دوسرا چشمہ

تورات کا دوسرا چشمہ وہ کاہنی نسخہ ہے۔ جو عموماً پ (P) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ نام اس نسخہ کو اس لئے دیا گیا۔ کیونکہ اس میں اسرائیل کی تاریخ کاہنی یعنی پادری نقطہ خیال سے دی گئی۔ اور چونکہ اس میں کاہنی اور رسمی شریعت کا بڑا حصہ مندرج ہے۔ جو خروج احبار اور گنتی میں آیا ہے۔ یہ کچھ خشک اور رسمی طرز پر لکھا گیا۔ ..... اس نسخہ کا مصنف ضرور کاہنی فرقہ سے تعلق رکھتا ہوگا۔ ..... علمار کی یہ رائے ہے۔ کہ جس صورت میں یہ نسخہ تورات میں مندرج ہے۔ وہ عزرا کے دنوں میں اسیری سے واپس آنے کے بعد کاہنوں (پادریوں) اور دوسروں کی ہدایت کے لئے لکھا گیا تھا۔ اس میں عبادت کا مرکز بالکل یروشلم بیان ہؤا ہے۔ اور کہ کاہن صرف ہارون کے خاندان سے ہیں۔ اور لیوی ان سے متفرق ہیں۔ ..... اس کاہنی نسخہ میں اس سیاست اور طہارت کے آثار پائے جاتے ہیں۔ جو اس قوم کو جلاوطنی میں حاصل ہوئی۔ (دیباچہ بائیبل ص۵۹ و ۶۰)

تورات کا تیسرا چشمہ

"تیسرا نسخہ جو تورات کی تالیف میں مستعمل ہؤا ..... یہ استثنار کی کتاب ہے۔ جو صرف ڈی (D) سے موسوم ہوتی ہے۔ ..... اور اس سے شریعت کی وہی کتاب مراد ہے۔ جو غالباً کو شاہ یوسیاہ کے اٹھارھویں سال ۶۲۱ء ق م (دیکھو سلاطین ۲ - ۲۲ باب) ہیکل میں ملی تھی۔ ..... کئی طرح سے یہ کتاب پہلے نسخہ جے۔ ای (J.E) سے متفرق ہے۔ ..... اس کے قوانین مابعد زمانہ کے مناسب حال ہیں۔ جبکہ سوسائٹی کی حالت زیادہ پیچیدہ تھی۔ ..... یہ شریعت پہلی شریعت کی ترقی کی صورت ہے۔ اس میں موسوی اصولوں کو نئے حالات پر چسپاں کیا۔ دیباچہ بائیبل ص۶۰ و ۶۱

تورات کی جمع و ترتیب

مذکورہ تین نسخوں کے ذکر کے بعد فاضل محقق پادری ڈمیلو صاحب لکھتے ہیں۔ کہ یہ تین نسخے (ا) ابتدائی نسخہ (ب) کاہنی نسخہ (ج) استثنار کی کتاب) جو کہ پہلے الگ الگ تھے۔ "باہم ملا دیئے گئے۔" (ص۶۱) اور اس مجموعہ سے پھر موجودہ تورات اخذ کی گئی۔ پادری صاحب منقولہ بالا تین نسخوں (جن سے تورات اخذ کی گئی) کا زمانہ تالیف بھی لکھتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔

(ا) اسرائیل کی تاریخ لکھنے کی پہلی کوشش غالباً نویں صدی قبل از مسیح انبیار کے سکولوں میں شروع ہوئی۔ اور ابتدائی نسخہ جے۔ ای میں یہ کوشش تکمیل کو پہنچی۔ (ب) جس وقت نسخہ جے۔ ای تصنیف ہؤا۔ دوسری شریعت (D) یعنی استثنار کی کتاب قلمبند ہو چکی تھی۔ اور مشہور ہو گئی تھی۔ جیسا سلاطین ۲ ۲۲ باب میں مذکور ہے۔

(ج) پھر جلاوطنی میں یا عین اس کے بعد کاہنی روایات کے مطابق رسمی شریعت مترتب ہوئی۔ ..... جس کا نتیجہ یہ کاہنی نسخہ (P پ) ہؤا۔" ان تین نسخوں کی تالیف کا زمانہ تحریر کرنے کے بعد پادری صاحب لکھتے ہیں:۔

"آخر کار کسی مابعد مورخ نے ان تین نسخوں کو مستند تحریریں مان کر ان کے ذریعہ ایک اور کتاب تالیف کی۔ اور جہاں کہیں ضرور معلوم ہؤا۔ کچھ نوٹ اور تشریحیں ایزاد کیں۔ ..... جن ابتدائی نسخوں (یعنی ابتدائی نسخہ۔ کاہنی نسخہ استثنار کی کتاب) کو اس نے استعمال کیا۔ ان کو ایک دوسرے سے جوڑ دیا۔" یہی پانچ کتابوں کا مجموعہ تورات کہلائی۔ دیباچہ بائیبل ص۶۱، ۶۲۔

اس تحقیق سے ثابت ہے۔ کہ ابتدائی نسخہ۔ استثنار کی کتاب اور کاہنی نسخہ مختلف زمانوں میں مختلف حالات اور ضروریات کے ماتحت تالیف ہوئے۔ پہلے یہ نسخے جو تاریخ کے طور پر تحریر کئے گئے تھے۔ علیحدہ علیحدہ تھے۔ آخر کار بعد کے زمانہ میں کسی مورخ نے ان تین نسخوں کو یکجا کر دیا۔ اور جہاں مناسب سمجھا ایزادی بھی کی۔ اس مورخ کی تالیف شدہ کتاب کا نام تورات ہے۔ جو کہ آج ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اب ظاہر ہے۔ کہ موجودہ تورات موسوی تورات نہیں۔ بلکہ موسوی تورات گم ہو چکی تھی۔ اس کے اتلاف کے بہت عرصہ بعد موجودہ تورات تالیف کی گئی۔ بعض علمار کا خیال ہے۔ کہ "عزرا" نے اصل تورات کے اتلاف کے بعد تورات کو جمع کیا۔ چنانچہ بائیبل کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس ہیکل میں تورات و دیگر کتب محفوظ تھیں۔ اسکو ۵۸۶ قبل مسیح بخت نصر تاجدار نے جلا کر تودۂ خاک کر دیا۔ اصل کتابوں کے نذر آتش ہونے کے بعد عزرا اور نحمیاہ نے روایت بالمعنی کے طور پر سلسلہ اول یعنی تورات اور سلسلہ دوئم یعنی "نبیم" کو مع کتاب زبور داؤد جمع کیا۔ چنانچہ فادر سپرین اور فادر پیٹر او پی ڈی۔ ڈی اپنی کتاب "اصلیت بائیبل" میں رقمطراز ہیں۔ "مسیح سے پانچ صدیاں پہلے جب بنی اسرائیل بابلی اسیری سے واپس آئے۔ حضرت عزرا اور حضرت نحمیاہ نے یروشلم کی ہیکل کو تعمیر کیا۔ اور بادشاہت کو بحال کیا۔ انہی ایام میں حضرت عزرا نے فلسطینی مجموعہ (تورات وغیرہ) جمع کیا۔ جزوی مجموعے جو موجود تھے۔ ان پر اسیری کے زمانہ میں بہت سے گوناگوں حوادثات گذرے۔ حضرت عزرا کا کام ان تمام نسخوں کو ڈھونڈنے اور جو ملے ان کو جمع کرنے پر موقوف تھا۔ جو کتابیں حضرت عزرا کو ادھر ادھر سے ملیں۔ ان کو نئے رسم الخط میں لکھا۔ اور بعض جگہ بعض باتیں اور نئی کتابیں بھی ایجاد کیں۔ جیسا کہ تواریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ (تاریخ کے حوالے حاشیہ میں دیئے گئے ہیں) اصلیت بائیبل ص۴۔

الغرض موجودہ تورات موسوی تورات نہیں۔ بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے بہت عرصہ بعد قدیم تاریخی کتابوں کو جن میں کہ موسیٰ علیہ السلام کے حالات اور ان کی شریعت کے نشانات ملتے تھے۔ جمع و ترتیب دیکر کتب خمسہ کا ایک مجموعہ تیار کیا گیا۔ اور اس مجموعہ کو تورات قرار دیا گیا۔ تورات کے دیگر ماخذات کا ذکر آئندہ قسط میں انشاء اللہ العزیز کیا جائے گا۔

(عبد القادر لائل پوری)

اعلان نکاح

راجہ حبیب اللہ خاں صاحب ولد راجہ محمد حسین خاں صاحب مرحوم سکنہ ودھائی ضلع گورداسپور نے معرفت منشی حمید الدین صاحب اعلان ذیل اخبار میں شائع کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ کہ مورخہ ۹ مارچ ۱۹۳۰ء کو بعد نماز عشار میری ہمشیرہ مسمات مستورہ بیگم صاحبہ کا نکاح ماسٹر ماموں خاں صاحب نے مبلغ دو صد روپیہ مہر پر بمقام ودھائی منشی حمید الدین صاحب سے پڑھا۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالےٰ جانبین کے لئے مبارک کرے آمین۔ فقط خاکسار راجہ حبیب اللہ خاں ولد راجہ محمد حسین خاں صاحب مرحوم سکنہ حال ودھائی

ضلع گورداسپور معرفت [illegible] منشی حمید الدین احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنگِ چین و جاپان کی بنیادی وجوہات

(فاروق کے نامہ نگار خصوصی مقیم چین کی چٹھی)

قسط دوئم

۱۹۱۴ء میں جب یورپین اقوام جنگ عظیم میں مشغول تھیں۔ جاپان اپنے اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے چین میں سر توڑ کوشش کر رہا تھا۔ جاپان کا خیال تھا۔ کہ جنگ عظیم کافی عرصہ تک جاری رہے گی۔ اور اس عرصہ میں شمالی چین کے پانچ صوبے اور منچوریا کو اپنے قبضہ میں کرنے میں کامیاب ہو کر بقیہ چین کے حالات کا بھی جائزہ لے لوں گا۔ لیکن ابھی اسکی یہ خواہش پوری نہ ہونے پائی تھی۔ کہ جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ اور یورپین اقوام کو اپنی تجارت کا چین میں فکر ہوا۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ ۱۹۳۷ء سے پیشتر جاپان چین پر صرف اس وجہ سے حملہ نہیں کر سکا۔ کہ اسے غیر ملکی حکومتوں کی طرف سے خوف تھا۔ کہ اسکی تجارت کا مقاطعہ ہو جائے گا۔ اور اقتصادی حالت کمزور ہونے کی صورت میں چین پر قبضہ کرنا مشکل ہو جائے گا۔ چنانچہ مگا جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد یورپین ممالک نیز امریکہ کو چین میں جاپانی تجارتی دباؤ کا خطرہ محسوس ہوا۔ اور جاپان کے ساتھ اس سلسلہ میں سلسلہ رسل و رسائل شروع ہوا۔ لیکن نمایاں کامیابی نہ ہوئی۔ اس لئے ۱۹۲۲ء میں واشنگٹن کانفرنس جو Nine Power Treaty کے نام سے مشہور ہے۔ کا انعقاد ہوا۔ اس کانفرنس میں جاپان پر یہ زور دیا گیا۔ کہ جاپانیوں نے چین کے صوبہ شانتنگ کا جو علاقہ فتح کیا ہے۔ وہ چین کو واپس کر دیا جاوے۔ نیز جاپانی گورنمنٹ نے چین کی ریپبلک سے جو بیس مطالبات کئے ہیں۔ ان میں سے سترہ واپس لے لئے جاویں۔ جن مطالبات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ وہ اس قسم کے تھے۔ کہ چینی گورنمنٹ کے سیاسی۔ اقتصادی۔ مالی۔ فوجی مشیر جاپانی ہوں۔ چین میں چینی جاپانی مخلوط پولیس کے ذریعہ انتظام کیا جاوے۔ وغیرہ وغیرہ اس قسم کی اور کئی مراعات کا مطالبہ تھا۔ جن کو قبول کرنے کی صورت میں چین بہت جلد جاپان کے زیر حکومت ہو سکتا تھا۔ مذکورہ کانفرنس میں جاپان اور باقی دستخط کنندوں نے چینی حکومت سے یہ وعدہ کیا۔ کہ (۱) چین کی ریپبلک اور آزادی کا احترام کریں گے۔ اور تجارت کے پس پردہ اسے کوئی سیاسی نقصان نہ پہنچائیں گے۔ (۲) چینی گورنمنٹ کی طرف سے یہ وعدہ ہوا۔ کہ چین معاہدہ میں شامل ہونے والے ممالک کے لئے تجارت کرنے کی غرض سے کھلا میدان ہے۔ (۳) معاہدہ میں شامل ہونے والوں نے آپس میں یہ وعدہ کیا۔ کہ وہ چین کی کمزور حالت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے باقی ممالک کی تجارت اور فوائد کو پامال نہ کریں گے۔

معاہدہ مذکورہ بالا کے پہلے چین میں خانہ جنگی عام تھی۔ لیکن معاہدہ کے بعد چینی قوم میں غالباً یہ احساس پیدا ہو گیا۔ کہ کہیں غیر ملکی لوگ مل کر چین کے حصے بخرے ہی نہ کر لیں۔ اسلئے چند صوبوں میں اتفاق کی لہر دوڑی۔ اگرچہ یہ اتفاق بالکل معمولی پیمانہ پر تھا۔ اٹھارہ صوبوں میں سے صرف پانچ صوبے مرکزی ریپبلک کے ساتھ متحد ہوئے۔ تاہم جنرل چیانگ کائی شیک جیسے قابل آدمی کی کمانڈ میں ایک بڑی فوج جمع ہو گئی۔ اور ۱۹۲۶ء میں یعنی معاہدہ مذکور کے چار سال بعد فوج مذکور نے پیکنگ دار الخلافہ چین سے ینگسی ویل کی طرف اپنے انتظامات درست کرنے کے لئے کوچ کیا۔ قوم پرست فرقوں نے بھی جنرل چیانگ سے اتفاق کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قلیل عرصہ میں ہی غیر ملکی لوگوں کے خلاف کافی پراپیگنڈا ہوا۔ جمہوریتوں کے فوائد کے خلاف یہ پراپیگنڈا خصوصاً کیا گیا۔ برٹش جمہوریت کے فوائد اور تجارت چونکہ چین میں باقی جمہوریتوں سے بہت زیادہ تھے۔ اسلئے تجارتی اعتبار سے انہیں زیادہ نقصان ہوا۔ جاپان کے فوائد کو نقصان بھی ضرور ہوتا۔ لیکن جاپانیوں نے اپنے تجارتی رقیب انگریز کی تجارت کا چین سے مقاطعہ کی رو کو دیکھ کر چین کی طرف ہمدردی کا ہاتھ بڑھایا۔ چینی قوم اور ذمے وار گورنمنٹ کے افسران ان کے داؤ میں آ گئے۔ اور جو سامان پہلے برطانیہ سے درآمد ہوتا تھا۔ اب جاپان سے درآمد ہونے لگا۔ اس موقعہ پر برطانیہ کے فوائد اس قدر خطرے میں تھے۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کو اپنے فوائد کی حفاظت کے لئے شنگائی میں مزید فوج بھیجنا پڑی۔

جاپان کی یہ پالیسی کچھ عرصہ کے لئے تو کامیاب ہو گئی۔ لیکن اس کے جلد ہی بعد جاپان سے ایک غلطی ہوئی۔ کہ جونہی چینی افواج نے ینگسی ویل سے پیکنگ دار الخلافہ چین کی طرف کوچ کیا۔ تو جاپانی وزیر اعظم جنرل ٹاناکا کے ایما کے ماتحت جاپانی افواج نے ۱۹۲۷ء میں چین کے شمالی صوبہ شانتنگ میں آ ڈیرا جمایا۔ جاپانی گورنمنٹ کی اس حرکت پر چینی بہت جز بز ہوئے۔ کہ ایک طرف ہم سے تجارتی فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ اور دوسری طرف فوج بھیج کر ہمارے ملک کی آزادی کو خطرہ میں ڈالا جا رہا ہے۔ پس چین میں جاپان کے خلاف سخت پراپیگنڈا ہوا۔ اور تجارت کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ جاپان سخت اقتصادی مشکلات میں مبتلا ہو گیا۔ جاپانی فوجی پالیسی کا چین پر یہ اثر ہوا۔ کہ ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۷ء چین کے تمام صوبے متحد ہو گئے۔ War Lords نے جو ہمیشہ ہی مرکزی حکومت سے برسرپیکار رہتے تھے۔ جاپانی فوج سے خائف ہو کر مرکزی حکومت چین کی اطاعت قبول کر لی۔ حتیٰ کہ منچوریا کا حکمران جسے مرکزی حکومت سے شدید اختلافات تھے۔ وہ بھی ۱۹۲۸ء میں مرکزی حکومت کی مدد کے لئے تیار ہو گیا۔ اس اتحاد کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یورپین قومیں چین کو بغیر کسی حکومتی ضمانت کے قرض دینے کے لئے تیار ہو گئیں۔ اگرچہ ۱۹۳۷ء تک چین ایسا بڑا قرض حاصل نہ کر سکا۔ کہ بحری ہوائی طاقت نیز وسیع پیمانہ پر ریلوے تیار کر سکے۔ لیکن مختلف حکومتوں کے سفیر اور نمائندے چین کے ذمہ وار افسروں سے اسی سلسلہ میں گفتگو کر رہے تھے۔ اور بعض نے چین کا دورہ بھی کیا۔ اسی وقت یعنی ۱۹۳۷ء میں جاپان نے چین پر حملہ کر دیا۔ کہ اگر چین کو یورپین اقوام سے قرض مل گیا۔ تو ہماری تجارت کا چین سے خاتمہ ہو جائے گا۔ اور نہ ہی ہم آئندہ چین پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ (باقی آئندہ)

شیخ عبد الرحمن صاحب مصری کی کتاب "ذریت مبشرہ" پر سرسری نظر

(۴)

اس سراب رنگ و بُو کو گلستاں سمجھا ہے تُو
آہ! اے ناداں قفس کو آشیاں سمجھا ہے تُو

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں۔ انّ اللّٰہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولید الصالحین۔ جس کا لفظی ترجمہ ہے۔ کہ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بشارت دیتا نبیوں اور ولیوں کو اولاد کی مگر جبکہ وہ مقدر کرے پیدا کرنا الصالحین کا"

چونکہ مصری صاحب نے اپنی کتاب "شان مصلح موعود" میں مصلح موعود کی پیشگوئی پر بحث کرنے کے ضمن میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض بشارات کا مصداق تسلیم کر لیا ہے۔ اس لئے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا اصل کے ماتحت مصری صاحب پر حجت ملزمہ قائم کرتے ہوئے لکھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا اصول کے ماتحت انہیں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے تقدس اور صالحیت کے خلاف لب کشائی کرنا زیب نہیں دیتا۔ بلکہ اس روش میں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اصل کے خلاف جا رہے ہیں۔ ہم نے اس اصل کا مفہوم یہ بیان کیا۔ کہ

"خدا تعالیٰ کسی نبی یا ولی کو اولاد کے پیدا ہونے کی بشارت نہیں دیتا۔ جب تک اس کا صالح ہونا مقدر نہ ہو"

چنانچہ مصری صاحب اگر اس اصل کو درست تسلیم کر لیتے۔ تو انہیں اپنی ناپسندیدہ روش چھوڑنی پڑتی ہے۔ جسے وہ بدقسمتی سے چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کلام کے معانی بیان کرنے میں یہود یانہ تحریف سے کام لیتے ہوئے بات کو کچھ کا کچھ بنا دیا ہے۔ سب سے اول وہ ہم پر معترض ہیں۔ کہ ہم نے مندرجہ بالا اصل کا مفہوم بیان کرنے میں تحریف سے کام لیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود کے کلام میں ہرگز ایسے الفاظ موجود نہیں۔ جس کے یہ معنے ہوں۔ جب تک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کا صالح ہونا مقدر نہ ہو۔"

پھر وہ لکھتے ہیں :۔

"نہ معلوم عبارت میں کونسا لفظ ہے۔ جس کا ترجمہ انہوں نے "اس کا" کیا ہے۔ پھر نہ معلوم عبارت میں کونسا لفظ ہے۔ جس کا ترجمہ صالح ہونا کیا گیا ہے۔ مجھے تو اس عبارت میں کوئی ایسا لفظ نظر نہیں آتا۔ جس کا ترجمہ "اس کا" یا "صالح ہونا کیا جا سکے"۔

(ذریت مبشرہ ص ۱۸، ۱۹)

ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مذکورہ بالا تحریر کا لفظی ترجمہ درج نہیں کیا تھا۔ بلکہ صرف اس کا مفہوم کہا تھا۔ اب اوپر اس کا لفظی ترجمہ درج کر دیا گیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہمارا پیش کردہ مفہوم بالکل لفظی ترجمہ کے مطابق ہے۔ مفہوم بیان کرتے ہوئے لفظی ترجمہ نہیں کیا جاتا۔ بلکہ عبارت کی اصل غرض اپنے الفاظ میں بیان کر دی جاتی ہے۔ ہاں اس بات کا التزام ضروری اور لابد ہوتا ہے۔ کہ مفہوم لغوی ترجمہ کے خلاف نہ ہو۔ پس اگر مندرجہ بالا تحریر کے مفہوم کو دیکھا جائے۔ تو "اس کا صالح ہونا" کے الفاظ اصل ترجمہ کے خلاف نہیں۔ کیونکہ لفظی ترجمہ یہی ہے۔ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بشارت دیتا نبیوں اور ولیوں کو اولاد کی۔ مگر جبکہ وہ مقدر کرے پیدا کرنا الصالحین کا۔

اس کا صاف یہی مطلب ہے۔ کہ نبیوں اور ولیوں کی مبشر اولاد کا صالح ہونا مقدر ہوتا ہے۔ یہی بات ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصول پیش کرتے ہوئے لکھی تھی۔ اب مصری صاحب اس اصول کو بگاڑتے ہوئے مندرجہ بالا تحریر کا یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کسی نبی یا ولی کو ذریت کی بشارت نہیں دیتا۔ جب تک کہ اس نے ان میں الصالحین کا پیدا کرنا مقدر نہ کر لیا ہو۔"

(ذریت مبشرہ ص ۱۶)

مصری صاحب نے اس ترجمہ کے ذریعہ یہ اصول بنانے کی کوشش کی ہے۔ کہ نبی یا ولی کی ساری مبشر اولاد کا صالح ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض کا صالح ہونا مقدر ہوتا ہے۔ اب کیا ہم مصری صاحب سے یہ دریافت کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ کہ انہوں نے مندرجہ بالا ترجمے میں "ان میں" کے الفاظ جو استعمال کئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کن الفاظ کا ترجمہ ہیں۔ کیا یہ مصری صاحب کی واضح تحریف کی مثال نہیں۔ ہمارے بیان کردہ مفہوم کے الفاظ تو اصل کے خلاف نہیں پڑتے تھے۔ مگر مصری صاحب کے ترجمہ میں "ان میں" کے الفاظ نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ اصل کو ہی بگاڑ دیا ہے۔

پھر مصری صاحب اپنی کتاب کے ص ۵۲ پر یوں لکھتے ہیں :۔

"اللہ تعالیٰ نبیوں اور ولیوں کو مطلق اولاد کی بشارت اس وقت تک نہیں دیتا۔ جب تک کہ اس نے ان کی نسل میں ایسے ائمۃ الہدیٰ پیدا کرنے کا فیصلہ نہ کر لیا ہو۔ جو وحی الٰہی سے ہدایت خلق کے لئے کھڑے کئے جاتے ہیں"۔ کیا ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ مصری صاحب نے اس ترجمے میں "ان کی نسل میں ایسے ائمۃ الہدیٰ" "جو وحی الٰہی سے ہدایت خلق کے لئے کھڑے کئے جاتے ہیں"۔ لکھ کر سراسر تحریف معنوی سے کام لیا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر میں ایسے الفاظ موجود نہیں۔ جن کا یہ ترجمہ ہو سکے۔

اسی طرح مصری صاحب صفحہ ۵۴ پر لکھتے ہیں :۔

"اللہ تعالیٰ نبیوں اور ولیوں کو اولاد مطلقہ کی بشارت نہیں دیتا۔ مگر اس وقت جبکہ اس نے ان کی نسل میں ان جیسے صالح بندے یعنی ان کے بروز پیدا کرنے کا فیصلہ نہ کر لیا ہو۔"

اس تحریر میں مصری صاحب نے "انکی نسل میں ان جیسے صالح بندے" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کن الفاظ کا ترجمہ کیا ہے۔ کیا یہ تحریف نہیں؟

مصری صاحب اس کے جواب میں یہی کہیں گے۔ کہ میں نے عبارت کا مفہوم جو مجھے سمجھ آیا ہے۔ لکھا ہے۔ لہذا یہ تحریف کی ذیل میں نہیں آتا۔ مگر ایسا کہنے سے پہلے وہ یہ دیکھ لیں۔ کہ ہم پر تحریف کا الزام دینے میں انہوں نے کس دیانت سے کام لیا ہے۔

مصری صاحب نے مندرجہ بالا ترجمے میں تو یقیناً صریح تکلفات سے کام لیا ہے۔ اور تینوں ترجموں میں "ان میں" "ان کی نسل میں" کے الفاظ لکھنے میں تو صریح تحریف سے کام لیا ہے۔ الصالحین کا ترجمہ محض ائمۃ الہدیٰ یا انبیاء اور ولیوں جیسے صالح بندے ہی کرنا بھی اپنے اندر تحریف معنوی کا پہلو رکھتا ہے۔ کیونکہ "الصالحین" کا لفظ محض ائمۃ الہدیٰ اور انبیاء کے لئے ہی استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا کے غیر مامور پیاروں کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

مصری صاحب نے ترجمہ میں یہ تحریف اس لئے کی ہے۔ تا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودہ اولاد کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل کے مطابق صالح قرار پاتی ہے۔ غیر صالح قرار دیں۔ اس ناپاک غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ اصل کے مفہوم کو بگاڑنے میں اپنے رسالہ میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ مصری صاحب نے اصل کا یہ مفہوم پیش کیا ہے۔ کہ اس میں صرف نبی یا ولی کو اگر مطلق ذریت کی بشارت دی جائے۔ تو اس بشارت کے ماتحت اسکی ذریت میں سے بعض کا ائمۃ الہدیٰ ہونا ضروری ہے۔ نہ کہ سب مبشر اولاد کا صالح ہونا۔

مگر مصری صاحب کو یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا ہوگا۔ کہ ان کے اس اصل کو بگاڑنے کے باوجود بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودہ اولاد صالح ہی قرار پاتی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودہ اولاد کے متعلق الگ الگ پیشگوئیاں بھی ہیں۔ جن میں ان کے فضائل بھی بیان کئے جا چکے ہیں۔ جیسا کہ اپنے مضمون کی پچھلی قسط میں میں نے وہ پیشگوئیاں پیش کر کے مصری صاحب پر اتمام حجت کر دی ہے۔ ذیل میں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نہایت ہی ضروری اور اہم حوالہ بھی پیش کر دیتا ہوں۔ حضور سراج منیر کے ص ۵۷ پر ستارھویں پیشگوئی کے عنوان کے ماتحت فرماتے ہیں۔

"یہ پیشگوئی وہ ہے۔ جو براہین احمدیہ کے ص ۲۳۹ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ ینتم نعمتہ علیک لیکون اٰیۃ للمؤمنین۔ یعنی خدا اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کرے گا۔ تا وہ مومنین کے لئے نشان ہوں۔ یعنی دنیا کی زندگی میں جو کچھ تجھے نعمتیں دی جائیں گی۔ وہ سب بطور نشان ہوں گی۔ یعنی قول بھی نشان ہوگا۔ جیسا کہ لوگوں نے جلسہ مذاہب لاہور اور عربی کتابوں میں دیکھ لیا۔ اور فعل بھی نشان ہوگا۔ جیسا کہ خدا کے فعل بطور نشان میرے ذریعہ سے ظہور میں آ رہے ہیں۔ اور اولاد بھی نشان ہوگی۔ جیسا کہ خدا نے نیک اور بابرکت اولاد کا وعدہ دیا اور پورا کیا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سے نیک اور بابرکت اولاد دینے کا وعدہ کیا تھا۔ نہ کہ محض اولاد دینے کا۔ اور پھر یہ موعود اولاد دے کر خدا تعالیٰ نے اس وعدہ کو پورا بھی کر دیا۔ اب کہاں ہیں مصری صاحب۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیبہ کو ناپاک قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ دعویٰ تو ان کا یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات مجھ پر حجت ہیں۔ مگر اپنے ناپاک ارادے کو ہوا دینے کے لئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہایت واضح تحریرات کو نہایت بے باکی سے پس پشت ڈال رہے ہیں۔ ؎

جھوٹ بھی مصلحت آمیز ترا ہوتا ہے
ترا انداز تملق بھی سراپا اعجاز

پس اگر مصری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آئینہ کمالات میں بیان کردہ اصل کا مفہوم وہی درست سمجھتے ہیں۔ جو انہوں نے تحریر کیا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا تحریر کی روشنی میں جو کالنور علیٰ شاھق الطور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موعود اولاد کو نشان الٰہی نیک اور بابرکت قرار دے رہی ہے۔ پھر بھی انہیں اگر سچائی سے پیار ہو۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودہ اولاد کو نیک اور بابرکت اور نشان الٰہی اور نعمت الٰہی تسلیم کرنا پڑے گا۔

مصری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منقولہ بالا اصل مندرجہ آئینہ کمالات اسلام کو بگاڑنے کے لئے جن حیلہ جوئیوں سے کام لیا ہے۔ اب میں ان کی حقیقت طشت ازبام کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کی پیشگوئی جو یتزوج ویولد لہ کے الفاظ میں حدیث میں آتی ہے۔ درج کرنے کے بعد زیر بحث اصول تحریر فرمایا ہے۔ کہ خدا کسی نبی اور ولی کو ذریت کی بشارت اس وقت تک نہیں دیتا۔ جب تک اس نے صالحین کا پیدا کرنا مقدر نہ کیا ہو۔ چونکہ اس سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آئینہ کمالات اسلام میں مصلح موعود کی پیشگوئی درج فرمائی تھی۔ اس لئے اس حدیث سے آپ نے مصلح موعود کی پیشگوئی کے متعلق بھی اشارہ نکالا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے مصری صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ یہ نتیجہ نکال لیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود جیسی شخصیتوں کے پیدا ہونے کے لئے یہ اصول بیان کیا ہے۔ نہ کہ نبیوں اور ولیوں کی مبشر اولاد کے صالح ہونے کے متعلق۔ اور چونکہ بدقسمتی سے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودہ اولاد سے کسی کو مصلح موعود نہیں مانتے۔ بلکہ کسی آئندہ زمانہ میں مصلح موعود کی آمد مقدر مانتے ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کا ترجمہ کرتے ہوئے اپنے پاس سے "ان میں" "ان کی نسل میں" کے الفاظ بڑھا دیئے۔ کیونکہ جب تک مصری صاحب ایسے الفاظ اپنی طرف سے نہ بڑھاتے۔ ان کا مطلب حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی الصالحین کا ترجمہ ائمۃ الہدیٰ کر لیا۔ اور اس بات پر زور دیا۔ کہ اگر میرا ترجمہ درست تسلیم نہ کیا جائے۔ تو دعویٰ اور دلیل میں مطابقت نہیں رہتی۔

اگر مصری صاحب نے دانستہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل کو بگاڑنے کی کوشش نہیں کی۔ تو اس امر میں کوئی کلام نہیں۔ کہ مصری صاحب اس جگہ صریح غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں۔

شیخ مصری صاحب کی عمارت کی بنیاد صرف اس بات پر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی یتزوج و یولد لہ میں بیان کردہ اولاد سے صرف مصلح موعود کا ہی "الصالح" ہونا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور چونکہ مصلح موعود امام الہدیٰ ہے۔ لہٰذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک اسجگہ الصالح سے مراد امام الہدیٰ ہی ہے۔ لیکن میں ببانگ بلند اس بات کا اعلان کرتا ہوں۔ کہ مصری صاحب کی یہ بنیاد جس پر انہوں نے اپنے استدلال کی عمارت کھڑی کی ہے۔ محض ریگ کے تودے پر قائم ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تمام مبشر اولاد کو جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان یتزوج و یولد لہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے موعود اولاد قرار دے کر صالح اور طیب قرار دیا ہے۔ نہ کہ صرف مصلح موعود کو۔ چنانچہ حضور علیہ السلام اربعین ۲ صفحہ ۳۶ پر الہام اذکر نعمتی رایت خدیجتی ھٰذا من رحمۃ ربک یتم نعمتہٗ علیک کے لفظ خدیجتی پر حاشیہ دے کر لکھتے ہیں۔

"یہ الہام براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اور یہ حصہ اس الہام کا ہے۔ جس میں کئی برس پہلے خبر دی گئی تھی۔ یعنی مجھے بشارت دی گئی تھی۔ کہ تمہاری شادی خانہ سادات میں ہوگی۔ اور اس میں سے اولاد ہوگی۔ تا پیشگوئی حدیث یتزوج و یولد لہ پوری ہو جائے۔ اور یہ حدیث اشارت کر رہی ہے۔ کہ مسیح موعود کو خاندان سیادت سے تعلق دامادی ہوگا۔ کیونکہ مسیح موعود کا تعلق جس سے وعدہ یولد لہ کے موافق صالح اور طیب اولاد پیدا ہو۔ اعلیٰ اور طیب خاندان سے چاہیئے۔ اور وہ خاندان سادات ہے۔ اور فقرہ خدیجتی سے مراد اولاد خدیجہ یعنی بنی فاطمہ ہے"۔

یہ تحریر صاف بتا رہی ہے۔ کہ پیشگوئی یتزوج و یولد لہ میں بیان کردہ اولاد تمام کی تمام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک طیب اور صالح ہے۔ نہ کہ محض مصلح موعود ہی۔ پس مصری صاحب کی بنیاد بدیہی طور پر غلط ہے۔ آئینہ کمالات اسلام میں حدیث بالا کے ذکر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ لکھنا کہ ان اللہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولید الصالحین یہ معنے نہیں رکھتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی میں محض مصلح موعود کا صالح ہونا اس اصل کی رو سے ثابت کیا جائے۔ بلکہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام اولاد کو صالح قرار دینا مطلوب ہے۔ ہاں آئینہ کمالات اسلام میں چونکہ اس جگہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا ذکر آ رہا تھا۔ اور حدیث نبوی میں مسیح موعود کی موعود اولاد میں چونکہ مصلح موعود بھی شامل تھا۔ اس لئے حضور نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث پیش کر کے اس پر جو اصل تحریر فرمایا اس میں بجائے ائمۃ الہدیٰ کے "الصالحین" کا لفظ رکھا۔ جو انبیاء اور مامورین کے علاوہ غیر مامور بزرگوں کے لئے بھی قرآن مجید میں استعمال کیا گیا ہے۔ تا مصلح موعود جو حیثیت صالحیت کی رکھتا ہے۔ وہ اس حیثیت سے اس اصل کے ماتحت آئے۔ اور جو صالحین مصلح موعود کی حیثیت نہ رکھتے ہوں۔ وہ اپنی ان صفات کے لحاظ سے جن کا شرف رکھتے ہیں صالحین کے زمرہ میں شامل ہوں۔ اسی طرح دعویٰ اور دلیل میں جو مصری صاحب نے عدم مطابقت پیدا ہونے کا سوال اٹھایا ہے۔ وہ قائم نہیں رہتا۔ کیونکہ "الصالحین" کا لفظ اپنے اندر ایسی وسعت رکھتا ہے۔ کہ وہ امام اور غیر امام دونوں قسم کے بزرگوں کے لئے جو تقرب الٰہی رکھتے ہوں۔ استعمال ہو سکتا ہے۔ یہ استعمال ایسا ہی ہے۔ جیسے قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے انبیاء کے ذکر کے بعد فرمایا ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اس جگہ انبیاء کے لئے اولیاء کا لفظ استعمال کرنے کے یہ معنی نہیں۔ کہ صرف انبیاء ہی خوف و حزن سے محفوظ ہوتے ہیں۔ بلکہ چونکہ مطلق اولیاء اللہ بھی خوف و حزن سے محفوظ ہوتے ہیں۔ اسلیئے اولیاء کا لفظ استعمال کیا۔ تا انبیاء کے علاوہ جو اولیاء ہیں۔ وہ اس اصل سے باہر نہ قرار پائیں۔ اب انبیاء کے لئے جب اولیاء کا لفظ بولا جائے گا۔ تو ان کی حیثیت نبوت کو بھی ضرور مدنظر رکھا جائیگا۔

اس لئے ہمیں یہ تسلیم کرنے میں کوئی تامل نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آئینہ کمالات اسلام میں مصلح موعود کی پیشگوئی درج کرنے کے بعد جو ایک عام اصول پیش کیا ہے۔ مصلح موعود اس میں "الصالحین" کے زمرہ میں اپنی حیثیت امانت سے ہی داخل ہوگا۔

پس چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی یتزوج و یولد لہ میں محض مصلح موعود کی بلند شخصیت کا بیان کرنا ہی مدنظر نہ تھا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری اولاد بھی موعود تھی۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وعدے کے لحاظ سے بھی اربعین کی مندرجہ بالا تحریر میں صالح اور طیب قرار دے چکے ہیں۔ اسلیئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیش کردہ اصل میں بجائے ائمۃ الہدیٰ کا لفظ رکھنے کے "الصالحین" کا لفظ استعمال فرمایا۔ تا اس اصل کے ماتحت آپ کی تمام مبشر اولاد صالح قرار پا سکے۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ آپ ائمۃ الہدیٰ کا لفظ چھوڑ کر جو مصلح موعود کی خاص پوزیشن کو ظاہر کرتا ہے۔ الصالحین کا لفظ استعمال فرماتے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کمال دانشمندی سے کام لے کر ایسا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ کہ جو امام اور غیر امام صالحین کے لئے مشترک ہے۔ پس مصری صاحب کو جو خدشہ عدم مطابقت دعویٰ اور دلیل ہوا ہے۔ باطل ہے۔ مصری صاحب نے اس کتاب "ذریت مبشرہ" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل کا جو ہم نے مفہوم پیش کیا ہے۔ غلط ٹھیرانے کے لئے ایک اور چال بھی چلی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"کیا میں اپنے بھائیوں سے یہ دریافت کر سکتا ہوں۔ کہ ان کے نزدیک جب یہ ایک حتمی قانون ہے۔ کہ مبشر اولاد ضرور صالح ہوتی ہے۔ تو کیوں وہ حضرت اقدس کی پہلی بیوی کی اولاد یعنی جناب مرزا سلطان احمد صاحب اور جناب مرزا فضل احمد صاحب کو اس مزعومہ حتمی قانون میں شامل نہیں کرتے۔ کیا وہ موعود اولاد نہیں۔ وہ بھی اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث میں موعود قرار دیئے گئے ہیں۔ جس طرح دوسری اولاد۔ رسول کریم صلعم کے الفاظ اس بارے میں بالکل واضح ہیں۔ جس میں میرے معزز بھائیوں کے اصول تفسیر کی رو سے کسی تاویل کی گنجائش نہیں"۔

(ذریت مبشرہ صفحہ ۳۳)

اس سوال کے جواب میں مصری صاحب آگاہ رہیں۔ کہ ان کا یہ سوال ہم پر نہیں ہے۔ بلکہ ان کا یہ سوال دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہے۔ میں اوپر اربعین کا حوالہ پیش کر چکا ہوں۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تزوج سے مراد نکاح ثانی لیا ہے۔ جو آپ کا سادات کے خاندان میں ہوا۔ اور پاک اور طیب اولاد سے وہ مراد لی ہے۔ جو اس نکاح ثانی کے بعد بشارت کے ماتحت پیدا ہوئی۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کی رو سے آپ کا پہلا نکاح اور اس نکاح سے پیدا شدہ اولاد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی میں مراد نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل کے جو معنی مصری صاحب نے کئے ہیں۔ اگر وہ درست ہیں۔ تو چاہیئے تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلی بیوی کی اولاد کو بھی اس اصول سے باہر نہ رکھتے۔ کیونکہ بقول مصری صاحب وہ مبشر ہے۔ اور ہر مبشر کا صالح ہونا ان کے نزدیک ضروری نہیں۔ مصری صاحب بتائیں کہ اگر ان کا پیش کردہ ترجمہ درست ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کی وہی مراد

تھی۔ جو مصری صاحب سمجھے ہیں۔ توکیوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی بیوی کی اولاد کو موعود اور مبشر قرار نہ دیا۔ بلکہ دوسری بیوی کی اولاد کو ہی آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے ماتحت موعود تسلیم کیا۔ کیا اس میں یہی حکمت تو نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نکاح ثانی سے جو اولاد بشارت کے ماتحت ہوئی ہے۔ اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام حتمی طور پر سب کے سب کو صالح سمجھتے تھے۔ ورنہ اس اصول کے بیان کرنے میں صرف مصلح موعود کے امام الہدی ہونے کی ہی دلیل مطلوب تھی۔ نہ کہ ساری مبشر اولاد کو صالح قرار دینا مطلوب تھا۔ توکیوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی بیوی کی اولاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی میں موعود یقین نہ کیا۔

مصری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ اصل میں ذریت کے لفظ کو ذریت مطلقہ کے معنوں میں لینے کے لئے یہ چال چلی تھی۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی بیوی کی اولاد کو بھی آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں موعود اور مبشر قرار دے کر مطلق ذریت کی بشارت میں شامل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ اصل میں جو ذریت کے لفظ کے ماتحت شامل قرار دیں۔ تا وہ ہمیں ملزم کرنے کے لئے اور ہمارے معنوں کو غلط قرار دینے کے لئے یہ کہہ سکیں۔ کہ اس صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی بیوی کی اولاد کو بھی اسی طرح "الصالحین" کے زمرہ میں شامل کرنا پڑے گا۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مسلمہ مبشر اولاد کو شامل کرتے ہو۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریر سے میں یہ دکھا چکا ہوں۔ کہ آپ کے نزدیک اولاد سے مراد وہ اولاد ہے۔ جو نکاح ثانی کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔

پس صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی میں یولد لہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مطلق ذریت مراد نہیں۔ اور جب پیشگوئی میں مطلق اولاد مراد نہ ہوئی۔ تو چونکہ اسی پیشگوئی کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر میں ذریت کے لفظ سے مراد بھی مطلق ذریت نہ ہوگی۔ بلکہ وہ خاص اولاد مراد ہوگی۔ جس کے متعلق کسی نبی یا ولی کو بشارت دی جائے۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں مقید اولاد مراد ہے۔ نہ کہ مطلق۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں میں تو علیحدہ علیحدہ ہر لڑکے کے متعلق بشارت بھی موجود ہے۔

لیکن بالفرض اگر کسی مامور کو عام ذریت یا نسل کا وعدہ دیا جائے۔ تو میں کہتا ہوں۔ اس موعود نسل سے اللہ تعالےٰ کی پیشگوئی میں وہ نسل مراد ہوگی۔ جو اس کے علم میں صالح ہے۔ اور غیر صالحین پیشگوئی میں خدا کے مدنظر نہ ہونے کی وجہ سے انہ لیس من اھلک کے ماتحت کالعدم متصور ہوں گے۔

لیکن خاص شخصیت کے متعلق اگر پیشگوئی ہو۔ جیسا کہ مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی کا ذکر فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زیر بحث اصل پیش کیا ہے۔ تو اس کا صالح ہونا یقینی ہوگا۔ اور میں یہ ثابت کر چکا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام موجودہ اولاد کے متعلق علیحدہ علیحدہ بشارتیں بھی موجود ہیں۔ قرآن شریف میں ذریت کا لفظ خاص صلبی اور تخمی اولاد کے لئے بھی بولا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ سورہ مریم رکوع اول میں حضرت زکریا عم کی دعا کا ان الفاظ میں ذکر فرماتا ہے۔ رب ھب لی من لدنک ولیاً یرثني ویرث من اٰل یعقوب کے الفاظ میں ذکر فرماتا ہے۔ کہ اے اللہ مجھے ایک ولی دے۔ جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ اور اس پر خدا نے فرمایا۔ یا ذکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ۔ اور پھر دوسری جگہ سورہ آل عمران ع ۴ میں اسی مضمون کو یوں بیان فرماتا ہے۔ ھنالک دعا ذکریا ربہ قال رب ھب لي من لدنک ذریۃ طیبۃ۔ انک سمیع الدعاء۔ فنادتہ الملئکۃ وھو قائم یصلی فی المحراب ان اللہ یبشرک بیحییٰ الی اخرہ۔

اس آیت میں ذریت سے مراد وہی ایک لڑکا ہے۔ جس کے طلب کرنے کے لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے ھب لی من لدنک ولیاً کے الفاظ میں دعا فرمائی تھی۔ پس جب قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے ذریت کا لفظ ایک لڑکے کے لئے بھی استعمال فرمایا ہے۔ تو پھر مصری صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل میں ذریت سے مراد ذریت مطلقہ لینا جبکہ یہ قرائن کے بھی خلاف ہے۔ کس طرح درست قرار دیا جا سکتا ہے۔ فتدبروا ولاتکن من الغافلین۔ (باقی دارد)

جنگ کی خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جرمنی کے ۲۸ لاکھ ۶۴ ہزار پونڈ برطانوی جہازوں نے ضبط کر لئے

لندن۔ ۵؍مارچ۔ برطانیہ نے ۸ لاکھ ۵۶ ہزار پونڈ کی گرانقدر رقم وسط اکتوبر سے وسط جنوری تک ضبط کی ہے۔ جو امریکہ میں مقیم نازیوں نے غیر جانبدار ممالک کو جانے والی امریکن ڈاک کے ذریعہ سے مختلف فریب دہ طریقوں سے جرمنی بھیجنے کی کوشش کی تھی۔ یہ دلچسپ انکشاف جنگی اقتصادیات کی وزارت کے ایک سرکردہ افسر نے اپنے ایک بیان میں کیا ہے۔ اسکی تفصیل بیان کرتے ہوئے اس افسر نے کہا۔ کہ امریکہ میں مقیم نازی غیر جانبدار ممالک میں سے کسی ملک کی انجمن یا فرد واحد کے نام پارسل بذریعہ ڈاک بھیجتے ہیں۔ ان پارسلوں کے متعلق ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ یہ مصنوعات کے نمونے ہیں۔ مگر ان پارسلوں کے اندر نقشے۔ نقدی۔ سونا جواہرات یا غیر جانبدار ملکوں کے بنکوں کے نام چیک نیز دیگر ایسی اشیاء پائی گئیں۔ جن کی اس وقت جرمنی کو اشد ضرورت ہے۔ حال ہی میں ایک امریکن ڈاک کی تلاشی لیتے ہوئے ایک ایسا پارسل ملا۔ جو ایک غیر جانبدار ملک کے لئے تھا۔ مگر شبہ پر اسے کھولا گیا۔ تو اس میں سے ۲۰ لاکھ پونڈ کی مالیت کے مصنوعی لعل برآمد ہوئے۔ اس کے ساتھ جو چٹھی بند تھی۔ اس میں سے یہ راز کھلا۔ کہ یہ لعل اس غیر جانبدار ملک سے جرمنی کو بھیجے جانے تھے۔ اس طرح کے ایک اور پارسل سے ۸ ہزار پونڈ کی مالیت کے بیش قیمت موتی برآمد ہوئے۔

اس برطانوی افسر نے کہا۔ کہ ان واقعات کی موجودگی میں امریکہ کے ڈاک کے جہازوں کی تلاشی لینے میں برطانیہ کے جہاز بالکل حق بجانب ہیں۔ اور حکومت امریکہ کا بیان صحیح نہیں۔ کہ ہمارا یہ اقدام بین الاقوامی دستور و آئین کے خلاف ہے۔

لنڈن۔ ۱؍مارچ۔ آج برطانوی طیاروں نے پھر جرمنی پر پرواز کی۔ اور وائنا تک چلے گئے۔ مختلف اشتہارات بھی پھینکے گئے۔ اور پھر صحیح وسالم واپس آگئے۔

مایوس العلاج مریضوں کو خوشخبری

کہ بنگال ہومیو فارمیسی قادیان میں بفضلہ تعالےٰ تمام دیرینہ و پوشیدہ امراض کا علاج نہایت ہمدردی و توجہ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ آپ ملاقات یا خط وکتابت کے ذریعہ ہم سے طبی مشورہ لیں۔ اور فائدہ اٹھائیں۔

علاج گردہ

گردہ کی درد۔ مثانہ کی پتھری اور پیشاب کا رک کر آنا ایسی جملہ شکایات کے لئے یہ دوا اکسیر ہے۔ اور پتھری کو پگھال کر نکال دیتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۸؍

خفسم

بواسیر خونی ہو یا بادی۔ ہر ایک کے لئے یہ دوا بہت مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲؍

محافظ اولاد

مرض اٹھرا یعنی بچوں کا مردہ پیدا ہونا وقت سے پیشتر حمل کا گر جانا حاملہ عورتوں کی کمزوری وغیرہ کے لئے یہ بہت مفید و مجرب دوا ہے۔ اور ماں کے دودھ کو کثرت سے پیدا کرتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۳؍

موتیابند

موتیا بند نیا ہو یا پرانا اور خواہ اپریشن ہو چکا ہو۔ سب قسم کیلئے یہ دوا اکسیر ہے۔ اور عینک کی ضرورت کو رفع کر دیتی ہے۔ قیمت ۱۲؍

ڈاکٹر محبوب الرحمٰن بنگالی ایم بی ایچ ڈی بنگال ہومیو فارمیسی قادیان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خان مولوی فاضل پرنٹر چھپوا کر شیخ قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)